امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۲۹ رشعبان ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۲راپریل ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 15

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا محمد ولی رحمانی کی وفات......
■ ایک ولی کامل کی رحلت
■ امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی......
■ کئی دماغوں کا ایک انساں
■ ذکر ایک روشن ضمیر اور روشن دماغ
■ تعزیتی پیغامات وبیانات

ساتویں امیر شریعت کی وفات: ذرہ ذرہ مضمحل ساکن ہے نبض کائنات

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ساتویں امیر شریعت، امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ کے نامور صاحبزادے، ممتاز عالم دین، تصوف وتزکیہ کی دنیا کی عظیم شخصیت، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری، رحمانی تھرٹی اور رحمانی فاؤنڈیشن کے بانی، جامعہ رحمانی مونگیر اور درجنوں اداروں کے سرپرست، خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کا تین اپریل دن کے ڈھائی بجے پٹنہ کے پارس ہوسپیٹل میں انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون، تجہیز وتکفین ۲۱ رشعبان ۱۴۴۲ھ مطابق ۴ راپریل ۲۰۲۱ء بروز اتوار بوقت سوا بارہ بجے خانقاہ رحمانی مونگیر میں ہوئی، نماز جنازہ حضرت صاحب کے خلیفہ اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری مولانا محفوظ عمرین رحمانی نے پڑھائی، لاکھوں کا مجمع حضرت صاحب کے اس آخری سفر کا چشم دید گواہ رہا، امارت شرعیہ کے ذمہ داران، کارکنان اور قضاۃ حضرات بھی اس آخری سفر میں شریک ہوئے، سرکار نے بھی رسمی اعزاز میں کوتاہی نہیں کی، جنازہ کی نماز کے قبل ترنگا اوڑھایا اور گارڈ آف آنر پیش کیا گیا، بعد نماز مغرب تعزیتی اجلاس خانقاہ رحمانی کی تاریخی جامع مسجد میں ہوا، جس میں مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی، مولانا ابو طالب رحمانی، مولانا خالد ندوی غازیپوری، مولانا مفتی نذر توحید مظاہری وغیرہ کے ساتھ راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) نے بھی خطاب کیا، مولانا عمرین محفوظ رحمانی کی پُر اثر اور رُلا دینے والی دعا پر اس مجلس کا اختتام ہوا، حضرت کے پسماندگان میں دو صاحبزادے مولانا احمد ولی فیصل رحمانی اور جناب حامد ولی فہد رحمانی ہیں، ایک صاحبزادی بھی پسماندگان میں ہیں، مولانا احمد ولی فیصل رحمانی خانقاہ رحمانی کے نئے سجادہ نشیں ہیں جس کا اعلان حضرت نے کئی سال پہلے ہی کر دیا تھا، اور جناب حامد ولی فہد رحمانی، رحمانی تھرٹی، رحمانی فاؤنڈیشن اور دیگر تعلیمی نظام کو دیکھ رہے ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی (ولادت: ۵ رجون ۱۹۴۳ء) بن امیر شریعت رابع مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی (۱۹۱۲۔۱۹۹۱) بن مولانا سید محمد علی مونگیری (۱۸۴۶۔۱۹۲۷) کی تعلیم اور تربیت ابتدا میں خانقاہ رحمانی کے احاطہ میں چل رہے پرائمری اسکول میں ہوئی، مولوی حبیب الرحمٰن اور ماسٹر فضل الرحمٰن کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے نامور والد کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہ کیا، جامعہ رحمانی مونگیر میں مشکوٰۃ شریف تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۱ء میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور ۱۹۶۴ء میں دار العلوم دیوبند سے علوم متداولہ کی تکمیل کی اور ان دونوں اداروں سے کسب فیض اور خاندانی تعلیم وتربیت کی وجہ سے زبان ہوش مند اور فکر ارجمند سے مالا مال ہوئے۔ ۱۹۶۷ء میں امارت شرعیہ کے ترجمان ہفت روزہ نقیب کی ادارت کے ساتھ ساتھ انہوں نے جامعہ رحمانی میں تدریس اور فتوی نویسی کا کام بھی شروع کیا، ۱۹۶۹ء میں جامعہ رحمانی کی نظامت کے عہدہ پر فائز ہوئے، ۱۹۷۰ء میں ایم اے کیا، ۱۹۷۴ء میں ویدھان پریشد کے رکن منتخب ہوئے، اسی سال جامعہ رحمانی کے ترجمان صحیفہ کی ادارت سنبھالی، حج وعمرہ کا پہلا سفر ۱۹۷۵ء میں ہوا، اسی سال کویت بھی تشریف لے گئے، ۱۹۷۹ء کا سال روس کے سفر ۱۹۸۴ء، روزنامہ ایثار پٹنہ کی اشاعت، ۱۹۸۵ء بہار ودھان پریشد کے ڈپٹی چیرمین، ۱۹۹۱ء خانقاہ رحمانی کی سجادہ نشینی، ۲۰۰۵ء نائب امیر شریعت کی حیثیت سے نامزدگی اور ۱۹۹۶ء کو رحمانی فاؤنڈیشن کے قیام کی وجہ سے مولانا کی حیاتی تقویم میں خاص اہمیت حاصل ہے، جبکہ ۱۹۸۹ء جان لیوا حملہ، ۱۹۹۱ء والد امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی اور ۱۹۹۵ والدہ کی وفات، ۱۹۹۶ء بیٹے خالد رحمانی کی حادثاتی موت اور ۲۰۰۸ بھائی محمد وصی کی موت کی وجہ سے غم والم کا سال رہا ۲۰۱۰ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کورٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔

آپ کی تالیفات وتصنیفات میں مدارس میں صنعت وحرفت کی تعلیم، خیر مقدم، شہنشاہ کونین کے دربار میں حضرت سجاد۔ مفکر اسلام، یادوں کا کارواں، آپ کی منزل یہ ہے، بیعت عہد نبوی میں، تصوف اور حضرت شاہ ولی اللہ کے علاوہ ایک درجن سے زائد رسائل موجود ہیں، جو آپ کی فکری بصیرت تحریری انفرادیت، سیاسی درک اور درد، ملت کی شاہد ہیں، ان کے علاوہ بے شمار مضامین ومقالات جو مختلف اخبارات اور رسائل میں طبع ہوئے، ابھی جمع نہیں کیے جا سکے ہیں۔

حضرت مولانا کی شخصیت ہمہ جہت تھی، ان کی پوری زندگی ملت کی خدمت سے عبارت تھی، خانقاہ رحمانی مونگیر، جامعہ رحمانی مونگیر، ودھان پریشد، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، امارت شرعیہ، اصلاح معاشرہ، درجنوں مدارس کی سرپرستی اور رحمانی تھرٹی کے حوالہ سے ان کی خدمات کے نقوش واضح اور دوپہر کے آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ وہ ایک تحریکی مزاج آدمی تھے۔ جس کام کا بیڑا اٹھا لیتے، اسے پایہ تکمیل تک پہونچا کر دم لیتے تھے، استقلال، استقامت، عزم بالجزم اور ملت کے مسائل کے لئے شب وروز متفکر اور سرگرداں رہنا حضرت مولانا کی خاص صفت تھی، وہ ایک اصول پسند انسان تھے اور دوسروں کو بھی اصول پسند؛ بلکہ اصولوں پر عامل دیکھنا پسند کرتے تھے، مزاج میں سنجیدگی تھی لیکن موقع بموقع اپنی ظرافت سے مجلس کو زعفران زار بھی بنانا انہیں خوب آتا تھا، مولانا کے اوپر کام کا بوجھ بے پناہ تھا، عمر کی آٹھویں دہائی میں صحت میں بھی اتار چڑھاؤ آتا رہتا تھا، ان کی قوت ارادی مضبوط اور کام کے تئیں لگن اتنی مستحکم تھی کہ ان کے ساتھ چلتے ہوئے بہت لوگوں کو پسینہ آنے لگتا تھا۔

۲۹ رنومبر ۲۰۱۵ روز اتوار چھٹے امیر شریعت مولانا سید نظام الدین (م: ۱۷ راکتوبر ۲۰۱۵) کے لئے تجویز تعزیت خراج عقیدت اور دعائے مغفرت کے بعد ساتویں امیر شریعت کی حیثیت سے آپ کا انتخاب بالاتفاق عمل میں آیا تھا، دار العلوم رحمانی زیرو مائل ارریہ میں منعقد ارباب حل وعقد کے تاریخی اجتماع میں تلاوت کلام پاک اور ہدیہ نعت کے بعد خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے مجلس استقبالیہ کے صدر مولانا عبد المتین نعمانی نے حضرت کا اسم گرامی پیش کیا تھا اور ارکان مجلس ارباب حل وعقد نے بیک زبان تائید کے ساتھ اور ہاتھ اٹھا کر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ فضا نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی تھی۔

اس موقع سے مختلف اداروں تنظیموں کے نمائندوں اور ملک کی نامور شخصیات نے ملک کے موجودہ حالات اور پس منظر میں اس انتخاب کی اہمیت اور حضرت کی شخصیت پر روشنی ڈالی تھی حضرت امیر شریعت سابعؒ نے اجتماع میں موجود تمام ارکان سے بیعت امارت اور عہد اطاعت لیا تھا۔ یکم دسمبر ۲۰۱۵ء کو امیر کی حیثیت سے دفتر امارت شرعیہ تشریف لانے پر زبردست استقبالیہ دیا گیا تھا اور علماء ودانشوروں نے اس انتخاب پر مسرت کا اظہار کیا تھا۔

امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ پورے ہندستان؛ بلکہ عالم اسلام میں بھی اپنی ملی تعلیمی، سماجی اور سیاسی خدمات کی وجہ سے خاص شناخت رکھتے تھے، جرأت کردار، استقامت علی الحق اور ملت کی سربلندی کے لئے ہردم سرگرم عمل رہنے والی اس عظیم شخصیت نے اپنی خدمات کے گہرے اور ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، مسلم مجلس مشاورت، امارت شرعیہ، رحمانی تھرٹی، رحمانی فاؤنڈیشن، خانقاہ رحمانی، جامعہ رحمانی مونگیر، ویدھان پریشد کی ممبری اور اس کی نیابت صدارت کے حوالے سے آپ کی خدمات وقیع بھی ہیں اور وسیع بھی، جس کام کو ہاتھ میں لیا، پورا کر کے چھوڑا، پریشانیاں آئیں، طوفان اٹھے، موجوں نے سمت سفر کو بدلنا چاہا؛ لیکن حضرت صاحب کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی، جان کو خطرہ لاحق ہوا، زندگی میں غم والم کے مراحل آئے، بیماریاں اور جسمانی اعذار کی وجہ سے مہینوں صاحب فراش رہنا پڑا؛ لیکن ہر حال میں ملت کی فکر دامن گیر رہی، معاشرہ کی اصلاح کی جدوجہد جاری رہی، پرسنل لا بورڈ پر ہونے والے ہر حملے کا منہ توڑ جواب دیا، جسٹس کاٹجو نے اپنے فیصلے کی اصلاح کی، حکومت اور سرکاری عہدیداروں کو آر ٹی ای، وقف ایکٹ، ڈائرکٹ ٹیکسز جیسے موضوعات پر گھٹنے ٹیکنے پڑے، مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے صد سالہ اجلاس میں وزیر اعلیٰ کی بہار میں قانون وانتظام کی بگڑتی صورت حال پر سخت تنبیہ کی، حضرت نے ثابت کر دیا کہ قوت مڑ جانے کا نام نہیں، موڑ دینے کا نام ہے، انہوں نے اقبال کے مرد مومن کی صفت ''زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز'' پر عمل کر کے ملت کے لئے عمدہ مثال پیش کی، جب لوگ ''چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی'' کے نعرے بلند کر رہے تھے، حضرت مولانا نے ملت کے مفاد میں طوفان کے رخ موڑنے کی مسلسل، مربوط اور منظم جدوجہد جاری رکھی۔ پورے ہندستان نے ان امور میں آپ کی جرأت وعزیمت کا لوہا مانا۔ آپ کے پانچ سالہ دور امارت میں امارت شرعیہ نے ہر اعتبار سے ترقی کے نئے رکارڈ قائم کیے۔

اللہ رب العزت کو جس انسان سے جو کام لینا ہوتا ہے، اس کے لئے قدرت وصلاحیت، طاقت واستقامت اور رجال کار بھی فراہم کرتا ہے، ملک وملت کی ہر دور میں یہی تاریخ رہی ہے۔ حضرت مولانا کو بھی اللہ تعالیٰ نے موثر گفتگو، بے مثال خطابت، لاجواب نثر نگاری کی صلاحیت سے مالا مال کیا تھا ان کی گفتگو مدلل، تحریر باوزن، اور تقریر ''ان من البیان لسحرا'' کی تصویر ہوتی تھی، سنتے رہئے اور سر دھنتے رہئے، قوت سامعت بھی لطف اندوز اور قوت عمل بھی متحرک اور بیدار اور ان سب کے ساتھ تصوف وتزکیہ کے ماہر اور حسن کردار کا مظہر جس کی وجہ سے لوگوں پر خاص اثر اور کیف طاری ہوتا تھا، اور لاکھوں کا مجمع آپ کی گفتگو سننے اور آپ کی ایک جھلک پانے کے لئے بے چین رہتا تھا ۲۹/ نومبر ۲۰۱۵ کو التمش ملیہ کالج زیرو مائل ارریہ میں منعقد اجلاس عام کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس میں محتاط اندازے کے مطابق ساڑھے تین لاکھ سے زائد لوگ سرد موسم میں آپ کی تقریر سننے کے لئے دیر رات تک جمے رہے اور ہلنے کا نام نہیں لیا۔ ایسی ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت کا اٹھ جانا علمی، ملی، تعلیمی سیاسی اور سماجی اعتبار سے بڑا خسارہ ہے، جدائی کا غم ابھی تازہ ہے۔

کچھ کہہ سنائیں گے جو طبیعت سنبھل گئی

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

استقبال رمضان

"فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" تم میں سے جو کوئی رمضان کا مہینہ پائے، لازم ہے کہ وہ مہینہ بھر روزہ رکھے (سورہ بقرہ)

وضاحت:۔ رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہونے ہی والا ہے، اس ماہ مبارک کے استقبال میں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے لئے جنت کو سنوارتے اور سجاتے ہیں، جس طرح انسان دنیاوی زندگی میں کسی معزز مہمان کی آمد پر اپنے گھروں کو مزین کرتا ہے، رنگ وروغن اور صاف وصفائی کا اہتمام کرتا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے لئے جنت کی زیبائش اور آرائش فرماتے ہیں کہ ان کا اعزاز واکرام کیا جا سکے، اس لئے مومنانہ شان یہ ہے کہ ہم اس نعمت کو حاصل کرنے کے لئے تگ ودو شروع کردیں، پابندی سے ایک ماہ کا روزہ رکھیں، پنج گانہ نمازوں کا باجماعت اہتمام کریں اور ذکر وتلاوت سے اپنی زبان کو ہمیشہ تر رکھیں، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں صدا بہار جنت کے بالاخانوں میں جگہ نصیب فرمائے، جہاں عیش وتنعم کی زندگی ہوگی، فرشتے سلام کریں گے اور مبارکباد دیں گے، یاد رکھئے کہ چند گھنٹوں کی بھوک و پیاس کو برداشت کرکے ایک ماہ کی مدت گذار لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے، جب بندہ ہمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوا کرتی ہے اور مشکل آسان ہوجاتی ہے، کیونکہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ انسان معمولی اور عارضی فائدے کے لئے جسمانی مشقتیں برداشت کرتا ہے، گرمی اور سردی کی بھی پرواہ نہیں کرتا وہ مستقل حصول نفع کی جدوجہد میں لگا رہتا ہے تو کیا دائمی نفع کے لئے تھوڑی سی بھوک و پیاس کو برداشت نہیں کرسکتا، مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے لکھا ہے کہ حکم کرنے والا حکم دیتا ہے، پیام لانے والا پیام سناتا ہے، آج کی تھوڑی سی بھوک اور پیاس، تھوڑا سا پرہیز اور ضبط نفس، آج کی تھوڑی سی تکلیف اور احتیاط، کل لازوال نعمتوں، غیر محدود رحمتوں، بےحدوحساب لذتوں میں تبدیل ہوکر رہے گی، ڈاکٹروں اور طبیبوں کے مشورے سے، اپنے جسم کے درد دکھ دور کرنے کی خاطر ہم مسہل لیتے ہیں، فاقے کرتے ہیں، فصد کھلواتے ہیں، کلوروفارم سونگھ کر بےہوش ہوجاتے ہیں، آپریشن کراتے ہیں، روح کی پاکیزگی کی خاطر، مسرت دائمی کی غرض سے، سرور ابدی کے لئے، راحت سرمدی کے لئے چند گھنٹے کی بھوک و پیاس کو برداشت کرتے، فجر سے غروب آفتاب تک خواہشات نفس کو قابو میں رکھنے پر آمادہ نہ ہونا، دنیا کے کسی آئین، دانش، کسی شیوہ خرد، کسی قانون عقل کے موافق ہے (سچی باتیں) کاش ہم ان مبارک دنوں اور راتوں کی قدر کریں، ان کے حقوق ادا کریں، کیا خبر دوبارہ اس مہمان عزیز سے ہماری ملاقات ہو نہ ہو، پھر کیوں نہ جی بھر کے اس کا اعزاز واکرام کیا جائے اور اس کی برکات سے نفع اٹھایا جائے، آیئے! سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں، رب حقیقی کے دربار میں استغفار کریں، گڑگڑائیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، خالق دو جہاں کے سامنے اپنی غلطی کا اقرار کریں، ندامت وشرمندگی سے معاف کردینے کی درخواست کریں، اللہ رحیم وکریم ہے، یقین مانئے کہ اگر پوری انابت کے ساتھ دعاء کریں گے تو اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی اور ہم کامیاب وبامراد ہوں گے۔

امن وعافیت کی زندگی

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا جائے اس کے لئے رحمت کے تمام دروازے کھول دئے گئے، اللہ کے نزدیک سب سے محبوب دعا یہ ہے کہ بندہ اس سے عافیت کی زندگی طلب کرے۔ (ترمذی شریف)

مطلب:۔ دنیاوی زندگی میں بہت سی چیزیں توفیق الٰہی سے ملتی ہیں جو انسان کے اندرونی جذبے اور کیفیات سے ظاہر ہوتی ہیں، کسی شخص کے پاس مال ودولت کی فراوانی ہے، صحت وتندرستی کی بھی دولت ہے، مگر وہ کسی نادار ومحتاج کے سر پر دست شفقت پھیرنے اور اس کی حاجت روائی کرنے کی توفیق سے محروم ہے، ایسے شخص کی دولت وتوانائی کاغذی گلدستہ کی مانند ہے جو دیکھنے میں تو بڑا خوشنما ہے مگر خوشبو سے تہی دامن ہے، ہاں جس کو ضرورت مندوں کی حاجت روائی کی توفیق ملی تو گویا اس نے اللہ کو راضی کرلیا، اب اللہ جل شانہ اس کے نتیجہ میں بہت سی نعمتوں سے نوازتا ہے، اللہ سے توفیق کا مانگنا، عجز وانکساری کے ساتھ اس کے حضور اپنی ہتھیلیاں پھیلانا گویا اللہ کی عظمت وکبریائی کا اعتراف کرنا ہے، کیونکہ جب کوئی بندہ اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو پھر اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کی جائز تمناؤں اور حاجتوں کو پوری فرماتا ہے، اس لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی پسندیدہ چیز نہیں، اللہ اپنے بندوں کی بات سنتے ہیں اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں، آپ نے چھوٹے بچوں کو دیکھا ہوگا کہ جب ماں اس کو مارتی ہے تو اس وقت بھی وہ ماں کی گود میں چپکا رہتا ہے، حالانکہ جانتا ہے کہ میری ماں مجھے مار رہی ہے، کیوں؟ اس لئے کہ وہ بچہ یہ بھی جانتا ہے کہ ماں پٹائی تو کر رہی ہے لیکن اس پٹائی کا علاج بھی اسی کے پاس ہے اور مجھے شفقت اور محبت بھی اسی کی آغوش میں مل سکتی ہے، اس لئے جب کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے تو یہ سمجھئے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اسی کی آغوش رحمت میں مجھے پناہ مل سکتی ہے، اسی کی طرف رجوع ہوں اور اخلاص وللہیت کے جذبے کے ساتھ امن وعافیت کی دعا کریں، یہ اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے کہ بندہ اپنے لئے قلبی سکون کی دعاء کرے اگر سکون قلب حاصل ہوگیا تو بڑی نعمت مل گئی، کیونکہ تمام مصائب اور پریشانیوں کی جڑ ذہنی تناؤ ہے، اگر انسان اس انتشار ذہنی سے محفوظ ہوگیا اور اس کو عافیت کی زندگی مل گئی تو وہ کامیاب انسان ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کا کثرت سے ورد کرے، یہ دعا ''پریشانیوں اور بیماریوں کی دوا ہے جس میں سب سے ہلکی بیماری فکر وپریشانی ہے۔ جس کے ورد سے پریشانی دور ہوسکتی ہے۔ جو بچتا ہو غموں سے آپ کا دیوانہ ہوجائے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

ہر وہ مسلمان جو عاقل وبالغ ہو، اس کے پاس حاجت اصلیہ سے فاضل مقدار نصاب مال موجود ہو جس پر سال گزر گیا ہو نیز اس کے ذمہ اتنا دین (قرض) نہ ہو جو سارے مال کو محیط ہو، یعنی ادائے قرض کے بعد اتنا مال باقی رہے جو نصاب تک پہونچ جائے اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

حاجت اصلیہ سے مراد:

روزمرہ کے ضروری اور استعمال کی چیزیں مثلاً رہائشی مکانات، استعمالی کپڑے سواری کے جانور یا گاڑی، حفاظت کے ہتھیار، زیبائش کے سامان، قیمتی برتن، صنعتی آلات اور مشینیں کرایہ کی گاڑیاں وغیرہ فقہ کی اصطلاح میں حالات اصلیہ کہلاتی ہیں ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ان کو مستثنیٰ کرکے ہی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ البتہ ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی بھی چیز کی تجارت کی جائے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔
(الفتاویٰ الہندیہ کتاب الزکوٰۃ، کتاب الفتاویٰ ۲۵۹/۳)

استعمالی زیورات:

سونا اور چاندی جس صورت میں بھی ہو اگر وہ مقدار نصاب ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ لہذا روزمرہ کے استعمالی زیورات یا برتن اگر سونا، چاندی کے ہیں تو ان کی بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ البتہ یہ یاد رہے کہ سونا اور چاندی کے برتنوں کا استعمال نہ تو مرد کے لئے جائز ہے اور نہ عورتوں کے لئے۔ (الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فتاویٰ عثمانی ۴۲/۲)

نابالغ کے مال پر زکوٰۃ:

نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں، اس لئے اس کے مال سے زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی (الفتاویٰ الہندیہ ۲۴۱/۱) لہذا اگر کسی شخص نے کچھ زیورات جو مقدار نصاب ہیں اپنی لڑکی کو شادی میں دینے کی نیت سے خریدی اور اسے اپنی لڑکی ہی کی ملک سمجھتا ہے تو لڑکی ان زیورات کی مالکہ ہوگی اور والد کا قبضہ لڑکی کا قبضہ سمجھا جائے گا اور لڑکی چونکہ نابالغہ ہے اس لئے اس پر ان زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ بالغ ہونے کے بعد جب سال پورا ہوجائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

زرضمانت کی رقم پر زکوٰۃ:

وجوب زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے کہ مال زکوٰۃ پر مکمل ملکیت حاصل ہو، یعنی وہ شخص اس چیز کا مالک بھی ہو اور اس کے قبضہ میں بھی ہو (خواہ قبضہ حقیقی ہو یا حکمی) اگر ملکیت ہو، قبضہ نہ ہو یا قبضہ ہو مگر ملکیت نہ ہو تو اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ لہذا رہن رکھی ہوئی چیز پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، نہ تو راہن (مالک) پر اس لئے کہ اگر اس پر اس کی ملکیت ہے لیکن قبضہ نہیں ہے اور نہ مرتہن (جس کے پاس رہن رکھا گیا ہے) پر اس لئے کہ اگرچہ اس پر اس کا قبضہ ہے لیکن اس کی ملکیت نہیں ہے، اس اصول کی بنیاد پر دکان، مکان اور کارخانہ کرایہ پر دیتے وقت ان چیزوں کا مالک، کرایہ دار سے زرضمانت کے نام پر جو موٹی رقم وصول کرتا ہے، اور جس کو دکان ومکان خالی کرنے کے وقت واپس کرتا ہے اس رقم کی حیثیت چونکہ رہن کی ہے اس لئے جب تک وہ رقم مالک مکان ودکان کے پاس ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ جب وہ رقم کرایہ دار کو واپس مل جائے گی تو سال گزرنے پر زکوٰۃ دینی ہوگی، پچھلے سالوں کی نہیں۔

قرض کی رقم پر زکوٰۃ:

(۱) وہ رقم جو لوگوں کے یہاں باقی ہو خواہ قرض کے طور پر دی گئی ہو یا سامان تجارت کی قیمت ہو، یا کسی ملازم کی تنخواہ یا مزدور کی اجرت ومزدوری ہو یا مکان کا کرایہ ہو یا کسی سامان، دکان یا رہائشی مکان کی قیمت ہو، اگر اس رقم کے واپس ملنے کی امید ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے، فی الحال بھی ادا کرسکتا ہے اور قرض وصول ہونے کے بعد بھی پوری مدت کی زکوٰۃ ادا کرسکتا ہے۔ البتہ اگر رقم ملنے سے پہلے ہی ہر سال اپنے دوسرے اثاثوں کے ساتھ اس کی بھی زکوٰۃ نکال دیا کرے تو یہ بہتر ہے۔ (۲) مذکورہ بالا رقموں میں سے کوئی رقم کسی کے ذمہ ہو اور وہ شخص فرار ولاپتہ ہوگیا ہو یا دیوالیہ ہوگیا ہو یا سامان واپس کرنے یا ذمہ میں کسی طرح کا قرض ہونے سے انکار کرتا ہو اور اس پر مناسب ثبوت بھی موجود نہ ہو یعنی اس کی وصولیابی کی کوئی توقع اور امید نہ ہو تو ایسی صورت میں ایسے قرضوں اور مالوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے البتہ اگر یہ قرض اور ڈوبی ہوئی رقم کبھی وصول ہوجائے تو اس پر زکوٰۃ سال گزرنے کے بعد ہی واجب ہوگی پچھلے سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی (بدائع الصنائع، فتاویٰ تاتارخانیہ کتاب الزکوٰۃ)

قرض منہا کرنا۔ طویل المیعاد قرضوں کا حکم:

کسی شخص کے ذمہ اگر قرض ہو تو سب سے پہلے اس مال سے قرض منہا کیا جائے گا، اس کے بعد اگر باقی مال مقدار نصاب پہونچ رہا ہو تو اس کی زکوٰۃ ادا کی جائیگی۔ البتہ وہ قرضے جو سرکاری یا غیر سرکاری اداروں سے لمبی مدت کیلئے لئے جاتے ہیں، جن کو آٹھ دس سال کی مدت میں قسطوں پر ادا کرنا ہوتا ہے، ایسے قرضوں کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ ہر سال قرض کی جتنی قسط ادا کرنی ہے اس سال اتنی رقم منہا کرکے زکوٰۃ کا حساب کیا جائے گا نہ کہ پورے قرض کا، مثلاً کسی نے سرکار سے دس لاکھ روپئے قرض لئے جس کو دس سال میں ایک لاکھ روپئے سالانہ کے حساب سے ادا کرنا ہے تو ایک سال میں قرض کی رقم صرف ایک لاکھ روپئے منہا ہوں گے اس کے بعد جتنا مال بچتا ہے اگر مقدار نصاب ہے تو ڈھائی فیصد کے حساب سے اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان
ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف

پھلواری شریف

مورخہ ۲۹ر شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۲ر اپریل ۲۰۲۱ء روز سوموار

ساتویں امیر شریعت کا دور امارت

امارت شرعیہ کے ساتویں امیر شریعت کی حیثیت سے مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی (۱۹۴۳ء تا ۲۰۲۱ء) نور اللہ مرقدہ کا انتخاب ارریہ میں ۲۹ر نومبر ۲۰۱۵ء کو عمل میں آیا تھا، ۳ر اپریل ۲۰۲۱ء کو حضرت کے وصال کے بعد یہ دور اختتام کو پہونچا، اس کے قبل حضرت صاحب ۳ر اپریل ۲۰۰۵ء کو نائب امیر شریعت نامزد ہوئے تھے، اس حیثیت سے دس سال سات ماہ انہوں نے خدمات انجام دیں، ۱۵ر اکتوبر ۲۰۱۵ء سے ۲۸ر نومبر تک وہ چھٹے امیر شریعت کے انتقال کے بعد سے امیر شریعت کے انتخاب تک ''مثل امیر شریعت'' امارت شرعیہ کی خدمات انجام دیتے رہے، کیوں کہ دستور امارت شرعیہ کے مطابق امیر شریعت کے وصال کے بعد نائب امیر شریعت ''مثل امیر شریعت'' ہوتا ہے اور اس کا حکم امیر شریعت کے حکم کی طرح نافذ العمل ہوتا ہے۔ اس کے قبل ۲۲ر شعبان ۱۳۷۶ تا ۳ر رمضان ۱۴۱۱ء مسلسل چونتیس (۳۴) سال وہ چوتھے امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست بازو بن کے امارت کے کاموں کو آگے بڑھانے میں لگے رہے۔

ساتویں امیر شریعت کا دور مسعود پانچ سال چار ماہ چھ دن رہا ہے، امارت شرعیہ کی تاریخ میں امیر شریعت اول حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادریؒ کا دور امارت سب سے کم تین سال تین ماہ ستائیس دن ہے، اس کے بعد ساتویں امیر شریعت کا دور ہے، اس مختصر دور میں حضرت نے امارت شرعیہ کے استحکام کے لئے متعدد اقدام کئے، تنظیم امارت کو مضبوط کرنے کے لئے ہر ضلع میں صدر سکریٹری اور فعال کمیٹی کا انتخاب عمل میں آیا، بڑی تعداد میں مبلغین کی بحالی عمل میں آئی، تاکہ تنظیم وتبلیغ کے کاموں کو زمینی سطح پر وسعت دی جاسکے، اس کے لئے دربھنگہ، مدھوبنی، مشرقی چمپارن، مغربی چمپارن، سیتامڑھی، مظفر پور، سوپول، سہرسہ، مدھے پورہ میں دو دو روز قیام کرکے آپ نے امارت شرعیہ کے تنظیمی کاموں کو مضبوطی عطا کی، جھارکھنڈ میں امارت شرعیہ کے کاموں کو وسعت دینے کے لئے انتقال سے ایک ہفتہ قبل پانچ روز قیام کیا تھا اور مختلف سطح پر کام کو آگے بڑھانے کے منصوبوں کو آخری شکل دی تھی، اس سلسلے کا آخری پڑاؤ اڈیشہ تھا، رمضان بعد اس کی ترتیب بنی ہوئی تھی لیکن موت نے اس کا موقع نہیں دیا، دارالقضاء کے کاموں کو وسعت بخشی اور اب ارسٹھ (۶۸) دارالقضاء کام کر رہے ہیں، تعلیمی میدان میں امارت پبلک اسکول کے مبارک سلسلہ کا آغاز کیا، گریڈیہ کے بن جھجھو اور پسکا نگری رانچی میں نئے اسکول کھولے گئے، امارت انٹرنیشنل اسکول کی بنیاد اربا رانچی میں ڈالی گئی، پہلے سے چل رہے تمام تعلیمی اداروں کو معیاری بنانے کے سلسلے میں ضروری اور مناسب اقدامات کئے گئے، طلبہ وطالبات کے لئے الگ الگ نظام بنایا گیا، بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، عصری تعلیمی اداروں کے قیام اور اردو کی بقاء وتحفظ اور ترویج واشاعت کے لئے پورے بہار اور جھارکھنڈ میں تحریک چلائی گئی اور ضلعی سطح تک کی تعلیمی تنظیم قائم کی گئی، بہار میں اس کے دوسرے مرحلہ کا آغاز ہو چکا تھا کہ اس عظیم حادثہ فاجعہ کی وجہ سے اس پروگرام کو ملتوی کرنا پڑا، بنیادی دینی تعلیم کے فروغ کے لئے خود کفیل نظام تعلیم کے جامع منصوبہ کو جو اکابر امارت نے بہت پہلے ترتیب دیا تھا، تھوڑے اضافہ کے ساتھ نظام تعلیم کے رہنما اصول کے نام سے شائع کرا کر بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں تقسیم کرایا گیا، اردو کو داخلی سطح پر مضبوط اور سرکاری سطح پر حقوق کی بازیافت کے لئے اردو کارواں کا قیام عمل میں آیا، جس نے حضرت صاحب کی توجہ سے دو ماہ کے اندر ہی اپنی ایک شناخت بنالی، حضرت امیر شریعتؒ کے اس جملہ نے کہ اردو کو اب دودھ پینے والے مجنوں کی ضرورت نہیں، خون دینے والے مجنوں کی ضرورت ہے، ضرب المثل کی شکل اختیار کرلی۔ دفتری کاموں میں تیزی لائی گئی، اور جمود وتعطل کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی، امارت شرعیہ کے دوسرے تعلیمی اور تکنیکی اداروں، خدمت خلق کے شعبوں کو چوکس، مستعد اور مزید نفع بخش بنانے کا کام کیا گیا۔

دفتری کاموں سے الگ ملی معاملات میں بھی ساتویں امیر شریعت کے دور میں مثالی کام ہوا، ۱۵ر اپریل ۲۰۱۸ء کو گاندھی میدان میں ''دیش بچاؤ، دین بچاؤ'' کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا، یہ تاریخ کا پہلا واقعہ تھا کہ گاندھی میدان مسلمانوں سے بھر دیا گیا تھا، سیاسی لوگوں کی نیندیں اس تاریخی کامیابی سے اڑ گئی تھیں اور سیاسی سطح پر اس کے بڑے مثبت اور دیرپا اثرات مرتب ہوئے تھے، بڑی سیاسی پارٹیوں کے راہنماؤں نے اس عظیم کامیابی پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا تھا کہ اب سیاسی قیادت بھی آپ کے ہاتھ ہے، حضرت صاحب نے دلت مسلم اتحاد کے لئے بھی زمینی سطح پر کام کیا اور ان کے راہنماؤں کے ساتھ کئی میٹنگیں کیں۔

سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے مرحلہ کے سامنے آنے کے پہلے ہی آپ کی دور رس نگاہوں نے آنے والے طوفان کا اندازہ لگالیا تھا اور کاغذات وغیرہ کی تیاری کے لئے امارت شرعیہ نے مہم کا آغاز کر دیا تھا، پھر جب سی اے اے کا معاملہ آیا تو حضرت کی مضبوط قیادت میں پورے ہندوستان میں تحریک چلائی گئی اور بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں قائم تقریبا تمام احتجاج ومظاہرہ کی سرپرستی امارت شرعیہ نے کی، تین طلاق کے مسئلہ پر پورے ہندوستان میں جو تحریک چلائی گئی اس میں امارت شرعیہ کی فعال اور مضبوط شراکت رہی، خواتین کے اتنے کامیاب جلوس نکلے جس کی مثال ہندوستانی تاریخ میں نہیں ملتی، دستخطی مہم کی کامیابی کا سہرا بھی حضرت امیر شریعت کے سر جاتا ہے۔

حضرت ہی کے دور مسعود میں امارت شرعیہ ٹرسٹ کا قیام عمل میں آیا، سرکاری طور پر اسے رجسٹرڈ کرایا گیا، رقومات کی منتقلی (کیش لیش) چیک کے ذریعہ ہونے لگی، بیت المال کے پورے نظام کو سرکاری ضابطے اور دستور کے مطابق کیا گیا، اور انکم ٹیکس میں چندہ دہندگان کو رعایت دینے کے لئے کئی سرکاری ضابطوں پر عمل کیا گیا۔

مرکزی حکومت کی طرف سے نئی تعلیمی پالیسی کا مسودہ سامنے آیا تو حضرت نے تفصیل سے اس کا جائزہ لیا، اہل علم کو بلا کر اس پر میٹنگ کروائی اور ترمیمات سرکار کو روانہ کیا، سرکاری سطح پر اس مسودہ کو آخری شکل دی گئی اور سرکار نے منظور کرلیا تو پھر سے حضرت نے اس کی خامیاں اجاگر کیں، امارت شرعیہ کے ذریعہ طویل قانونی مسودہ کا اردو میں ترجمہ کرا کر لوگوں تک پہونچایا، بہار اور جھارکھنڈ کے خصوصی مشاورتی اجتماع کے صدارتی خطاب میں اس پر نقد کیا اور اس کی خامیاں لوگوں تک پہونچائیں۔

اس پانچ سالہ دور امارت میں شعبہ نشر واشاعت سے کئی معیاری کتابیں طبع ہوئیں، ان میں لڑکیوں کا قتل عام، اصلاح معاشرہ کی شاہ راہ، حضرت سجاد مفکر اسلام، مسلم پرسنل لا اور ہندوستان، قانون قضاء کی شرعی وتاریخی اہمیت، خطبات جمعہ، حج اور عیدین کے احکام ومسائل، مساجد کی شرعی حیثیت اور ائمہ کرام کی ذمہ داریاں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

امارت شرعیہ کے ترجمان نقیب کو انتہائی معیاری بنانے پر آپ نے خصوصی توجہ دی، مضامین کے انتخاب، اداریئے، سیٹنگ، کاغذ وطباعت تک پر آپ کی نگاہ رہتی تھی اور بڑی شدت سے ہر ہفتے اس کا انہیں انتظار رہتا تھا، انتقال سے چند گھنٹے قبل آپ نے نقیب کے کاغذ وغیرہ کے بارے میں اپنے رفقاء سے دریافت کیا، آکسیجن لگے رہنے اور آئی سی یو میں داخل ہونے کے باوجود ان کی خواہش نقیب کے تازہ شمارہ کو پڑھنے کی تھی، جس کی اجازت ڈاکٹروں نے نہیں دی، نقیب بارہ صفحات پر آتا تھا، اسے سولہ صفحات کا کیا، خود حضرت ایک زمانہ میں نقیب کے مدیر رہ چکے تھے اور اصغر امام فلسفی کے دور میں نقیب کا کام حضرت کے ذمہ رہا، جناب شاہد رام نگری کے دور میں ان کو ضروری مشورے دیا کرتے تھے، بلکہ اداریوں پر اکثر وبیشتر عنوان حضرت ہی کے منتخب کردہ ہوتے تھے۔

حضرت کے پورے دور امارت پر مستقل کتاب تصنیف کی جاسکتی ہے، نقیب کے اداریے طوالت کے متحمل نہیں خود حضرت امیر شریعت نور اللہ مرقدہ اداریئے مختصر لکھنے پر زور دیتے تھے، کوئی موضوع ادارہ کے لئے ضروری ہوتا تو اخبار کے تراشے بھیج کر فرماتے ''دیکھ لیجئے، مناسب معلوم ہو تو اس پر ایک ادارتی نوٹ لکھ دیجئے'' ظاہر ہے کہ حضرت صاحب کے یہ جملے حکم کا درجہ رکھتے تھے، لیکن مدیر کے مقام ومرتبہ کا پاس ولحاظ بھی انہیں ملحوظ رہتا تھا۔

یہ اداریہ طویل ہوتا جارہا ہے، اور مجھے لگتا ہے کہ حضرت صاحب فرمارہے ہیں، اب بس بھی کرو، پھر لانبا لکھنا شروع کردیا، اس لئے اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں، ورنہ صحیح اور سچی بات تو یہ ہے کہ

دامان نگہہ تنگ وگل حسن تو بسیار

لڑکیوں نے پھر بازی ماری

بہار کے اسکول اکزامنیشن بورڈ نے امتحان کے صرف اکیس (۲۱) دن بعد انٹر کے امتحانات کے نتائج جاری کر دیے؛ جو اپنے میں ایک رکارڈ ہے، انٹرمیڈیٹ کے امتحانات ۱۳ر فروری کو مکمل ہوئے تھے، ۵ر مارچ سے اکہتر لاکھ انسٹھ ہزار جوابی کاپیوں اور اتنے ہی او ایم آر شٹ کی جانچ شروع ہوئی یہ کاپیاں تیرہ لاکھ چھیالیس ہزار دو سو سرسٹھ طلبہ، طالبات کی تھیں، کامرس میں ۴۸، ۹۱ آرٹس میں ۹۷ء۷۷ اور سائنس میں ۲۸ء۷۶ فی صد طلبہ وطالبات نے کامیابی حاصل کی، اور کامرس، آرٹس اور سائنس تینوں موضوعات میں طالبات نے ہی اول پوزیشن حاصل کیا، اور انہوں نے لڑکوں پر اپنی سبقت ثابت کردی۔ مجموعی طور پر اس امتحان میں ۳۶۶۱۹۷ امتحان دہندگان نے فرسٹ ۵۳۲۹۹۳ نے سکنڈ اور ۱۴۱۳۵۲ نے تھرڈ ڈویزن سے کامیابی حاصل کی، امتحان میں ۶۹۶۵۸۹ طلبہ اور ۶۴۳۶۷۸ طالبات شریک ہوئی تھیں۔

انٹر کے بعد میٹرک کے نتائج امتحان بھی سامنے آگئے ہیں، یہاں بھی لڑکیوں کا دبدبہ قائم رہا، میٹرک امتحان میں ۱۶۵۴۱۷۱ طلبہ وطالبات نے شرکت کی، ۷۸ء۱۷ فیصد امتحان دہندگان کامیاب ہوئے، جس کا مطلب ہے کہ ۱۲۸۹۳۵۴ ہزار نے کامیابی حاصل کی، ۳۶۰۶۵۵ ناکام ہوئے، ۴۱۳۰۸۷ طلبہ اور ۶۱۱۶۵۳۶ طالبات نے اپنے ہدف کو پالیا، ۴۱۳۰۸۷ نے اول درجہ اور ۵۰۰۶۱۵ نے دوسرے درجہ (سکنڈ کلاس) پایا، نمبر وار ایک سے دس تک ٹاپر کی تعداد ایک سو ایک ہے، جس میں صرف آٹھ مسلمان ہیں۔

دونوں نتائج امتحان کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پوزیشن حاصل کرنے والوں میں زیادہ تر چھوٹے قصبوں اور شہروں کے رہنے والے ہیں، ان میں سے کئی وہ ہیں، جن کے والد اپنی گذر اوقات کے لیے ٹھیلے پر سامان بیچتے ہیں اور وہ غریب گھرانوں سے آتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کچھ کر گزرنے کا حوصلہ ہو تو معاشی پس ماندگی آگے بڑھنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی، چھوٹے قصبوں اور شہروں میں غیر تدریسی مشغولیات کے مواقع کم ہوتے ہیں؛ اس لیے طلبہ وطالبات نے پڑھنے میں وقت لگایا اور انہوں نے اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی، حالاں کہ موبائل بھی طلبہ وطالبات کے بہت سارے اوقات برباد کردیتا ہے، لیکن کامیابی کا جھنڈا لہرانے والوں نے اپنے اوقات نصابی کتابوں پر لگائے اور مقصد کو پالیا۔

لڑکیوں کے بازی مارنے کی بھی وجہ یہی رہی کہ انہوں نے لڑکوں سے زیادہ اپنا وقت کتابوں پر لگایا، غیر ضروری کاموں میں اپنا وقت صرف نہیں کیا اور ان کی غیر معمولی محنت نے انہیں یہ دن دکھایا۔ اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمارے لڑکوں کو بھی اوقات کی قدر کرنی چاہیے اور نصابی کتابوں کو اپنی محنت کا مرکز بنانا چاہیے، غیر ضروری سرگرمیوں، آوارہ گردی سے پرہیز کرکے وہ لڑکیوں پر سبقت لے جاسکتے ہیں، فی الوقت لڑکیوں نے انہیں تعلیمی میدان میں پیچھے چھوڑ دیا ہے، یہ ایک اچھی علامت بھی ہے اور لڑکوں کے لیے تازیانہ عبرت بھی۔

Scanned with CamScanner

مولانا سید محمد ولی رحمانی کی وفات: ملت اسلامیہ کا عظیم خسارہ

مولانا بدر الحسن قاسمی کویت

افسوس ہے کہ وہ خبر جسکے سننے کیلئے دل کسی طرح آمادہ نہیں تھا اب ایک واقعہ اور حادثہ فاجعہ بن کرنظروں کے سامنے ہے کہ ملت کے رہنما بانی ندوۃ العلماء کے نبیرہ اور حضرت امیر شریعت رابع مولانا سید منت اللہ رحمانی کی آرزوؤں اور تمناؤں کا مظہر خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں جامعہ رحمانی کے نگران اعلی مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری اور امیر شریعت نے ۳/اپریل ۲۰۲۱ء کو جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! جس کے نتیجہ میں ملت کے کئی اہم ادارے اپنے رہنما سے محروم ہوگئے ہیں اور قائدین کی صف میں زبردست خلا پیدا ہوگیا ہے۔

ماکان قیس هلکه هلک واحد

ولکنه بنیان قوم تهدما

مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کے انتقال کا صدمہ مجھے اس لیے اور زیادہ ہے کہ میں نے اپنی طالب علمی کے زمانہ سے دیکھا ہے کہ حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی انکو اپنے بعد اپنہ جانشینی کیلئے تیار کررہے تھے اور وہ ان کے لخت جگر ہونے کے ساتھ ان کی توجہات کا مرکز بھی تھے اور اسلئے بھی کہ ان میں واقعی قیادت کی صلاحیت بھی تھی، خاص طور پر موجودہ پرفتن دور میں جن صلاحیتوں اور جس طرح کی زیرکی اور دانشمندی کی ضرورت ہے، وہ ان میں پورے طور پر موجود تھی ان میں معاملہ فہمی، جرأت وشجاعت، شخصی وجاہت اور زبان وبیان پر قدرت سبھی چیزیں جمع تھیں۔

جامعہ رحمانی کی ترقی ہو، یا خانقاہ کا نظم وضبط، یا امارت شرعیہ کو پھلواری کی تنگ وتاریک گلیوں سے نکال کر آل انڈیا پیمانہ کا ادارہ بنانا اور پرسنل لا بورڈ کی تشکیل سے لے کر پوری ملت کا سب سے معتمد ادارہ بنانا، ان کے والد بزرگوار کا ایسا کارنامہ تھا، جس کی مثال نہیں ملتی اور یہ سب کچھ انکی نظروں کے سامنے ہوا۔ ان تمام اداروں کا نظم جب انکے ہاتھوں میں آیا تو خود ان کا وقت موعود آ پہنچا اور مولانا ولی ہی نہیں رہے، حقیقت یہ ہے کہ مولانا محمد ولی رحمانی کے انتقال سے ملت ایک حوصلہ مند بیباک اور جری قائد سے محروم ہوگئی ہے۔

مولانا محمد ولی رحمانی ایک اچھے عالم بہترین انشاء پرداز، اچھے خطیب نہایت ذہین اور بروقت تدبیر کرنے والے زیرک قائد تھے، سیاسی نشیب و فراز کو خوب سمجھتے تھے۔ ملک کی نئی صورت حال، حکومت کے مسلمانوں کے بارے میں خطرناک منصوبے اور کورونا کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال میں مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کے دماغ اور شخصی وجاہت کی ضرورت اور بڑھ گئی تھی، ایسے وقت میں ان کی وفات یقینا ایک زبردست سانحہ ہے جبکہ ملت میں ہر طرف سناٹا اور ہو کا عالم ہے، خطرات روز افزوں ہیں اور ملت کی یتیمی کا احساس عام ہے۔ مولانا ولی رحمانی نے برسوں اپنے عظیم والد کے زیر سایہ تربیت حاصل کی، ان کے مزاج وانداز کو سمجھا اور جب ذمہ داریاں ان کے سر آئیں تو ان کے سامنے رستہ کھلا ہوا تھا اور انہوں نے بڑے پر اعتماد انداز پر کام کا آغاز کیا۔

خوش درخشید ولے دولت مستعجل بود

مولانا منت اللہ رحمانی صاحب نے جب تحفظ فلسطین کانفرنس منعقد کی، تو مولا محمد ولی رحمانی بھی انکے دست وبازو کی حیثیت سے شریک تھے انہوں نے ایک کتابچہ "صبح ایک زندہ حقیقت ہے یقینا ہوگی" کے نام سے لکھا تھا، اور بھی کئی کتابیں انکے قلم سے نکلی ہوئی ہیں، گو کہ اسوقت حضرت مولانا قاضی مجاھد الاسلام قاسمی اور مولانا نظام الدین صاحبان ھراول دستہ میں شامل تھے۔ ۲۰۰۲ء میں مدارس اسلامیہ کنونشن کی کامیابی کا سہرا بھی ان کے سر تھا، پورے ملک میں ہونے والے ہر فقہی، فکری، دینی اور سیاسی اجلاس میں مولانا اپنے والد بزرگوار کے ساتھ رہتے اور بڑی سعادت مندی اور انتہائی سلیقہ کے ساتھ اپنی مفوضہ ذمہ داریاں پوری کرتے رہے، ۱۹۷۵ء میں ایمرجنسی کے ہولناک ماحول میں اور خوفناک کارروائیوں کے دوران مولانا محمد ولی رحمانی ہی کا حوصلہ تھا کہ جبری نسبندی کے خلاف پرسنل لا بورڈ کی قراردادوں کو نہایت ہوشیاری کے ساتھ پوسٹ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ بعد کے زمانہ میں "ایثار" کے نام سے ایک روزنامہ اخبار شائع کرنے کا تجربہ بھی کامیابی کے ساتھ کیا، صحیفہ کے نام سے ایک میگزین بھی نکالا جو بے حد مقبول رہا، رحمانی تھرٹی کے پروگرام میں ان کو بے پناہ کامیابی ہوئی، پرسنل لا بورڈ کے اسٹیج سے طلاق ثلاثہ سے متعلق ظالمانہ قانون کے خلاف دستخطوں کی مہم کامیابی سے چلائی، یہ الگ بات ہے کہ

بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیت ☆☆ ☆ نہیں کام آتی دلیل اور حجت

الغرض مولانا محمد ولی رحمانی جیسی عظیم شخصیت کے اچانک نظروں سے اوجھل ہو جانے سے متعدد اداروں میں زبردست خلا پیدا ہوگیا ہے اور ان کی بدیل شخصیت دور دور تک نظر نہیں آتی، اللہ تعالی ہی اپنی عظیم قدرت اور لطیف حکمت سے اس کی تلافی کا سامان کرسکتا ہے۔ مولانا ولی رحمانی کی وفات کا ہمیں شدید غم ہے اور ان کے عظیم دادا اور صاحب عزیمت والد بزرگوار سے منتقل ہونے والے علمی ودینی ورثہ کے حفاظت اور ترقی کے بارے میں تشویش بھی لاحق ہے۔ وہ اس خانوادہ کے فرد تھے، جس کی تاریخ سرفروشی اور دین کی حفاظت کیلئے بے مثال قربانی کی رہی ہے اور جسکی زندہ یادگاریں ندوۃ العلماء، جامعہ رحمانی مونگیر، امارت شرعیہ پٹنہ تک ہی محدود نہیں ہیں، بلکہ انکی خدمات کا دائرہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، دارالعلوم دیوبند اور ملک کے چپہ چپہ تک پھیلا ہوا ہے۔ دعا یہی ہے کہ انکی حفاظت کا نظم اللہ تعالی غیب سے فرمائے اور اللہ تعالی مولانا مرحوم کو فردوس بریں میں جگہ دے۔

آسماں انکی لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

ایک ولی کامل کی رحلت

جمیل اختر جلیلی ندوی

یہ دنیا ایک سرائے ہے، جہاں لوگ آتے ہیں، ٹھہرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اور بحیثیت مسلمان ہمیں حکم بھی یہی دیا گیا ہے کہ ہم اس کو سرائے ہی سمجھیں، دارقرار نہ سمجھیں، نبی کا فرمان ہے: "دنیامیں اس طرح رہو، جیسے پردیسی یا راہ گزر"، یہی قانونِ الٰہی بھی ہے کہ انسان کی پیدائش ہوتی ہے، وہ جوان ہوتا ہے، اس پر بڑھاپا چھاتا ہے، پھر موت آجاتی ہے اور جب تک دنیا قائم ہے، یہ سلسلہ چلتا ہی رہے گا، یہ ایک اٹل حقیقت ہے، اللہ تعالی کا محکم فیصلہ ہے، "ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے"۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب کسی کی موت آتی ہے تو اپنے پیچھے بہت سوں کو سوگوار کر جاتی ہے۔

لیکن زیادہ درد، غم، افسوس، رنج اور قلق اس وقت ہوتا ہے، جب کسی کے گھر کا کوئی ایسا فرد اٹھ جائے، جو عاقل ہو، فہیم ہو، ذہین ہو، فطین ہو، پورا گھر جس کے بھروسہ پر ہو، جو گھر کا سہارا ہو، جس کے بغیر گھر کے افراد یتیم کی مانند ہوں، اگر ایسے فرد کی موت واقع ہو جائے تو یہ واقعی افسوس کی بات ہے؛ لیکن سوچئے کہ اگر ایسی شخصیت کا انتقال ہو جائے، جس پر گھر نہیں، محلہ نہیں، ضلع نہیں؛ بل کہ امت کی ذمہ داری ہو، جو قوم کے لئے اس تناور درخت کی مانند ہو، جس سے لوگ سایہ بھی حاصل کرتے ہوں اور پھل بھی، جو اس چٹان کی طرح ہو، جس کے سامنے سیلاب بلاخیز دم توڑ دے، اگر ایسی شخصیت کی وفات ہو جائے، تو غم کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے بھلا؟ امیر شریعت، مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیثیت مسلمانوں کے لئے ایک تناور درخت اور چٹان کی ہی تھی، ان کے جانے سے آج پوری امت یتیم ہوگئی ہے، قوم کی بنیاد ڈھہ گئی ہے اور ان پر عربی شاعر کا یہ شعر صادق آرہا ہے:

وماكان قيس هلكه هلك واحد

ولكنه بنيان قوم تهدما

حضرت مولانا بھارتی مسلمانوں کے ایک مضبوط آواز تھے، ان کی بے باکی اور جراءت مشہور تھی، وہ حق کے بولنے میں کسی ملامت گر کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے، بہت سارے ایسے مواقع آئے، جب انھوں نے امت کے ہچکولے کھاتے ناؤ کو ساحل تک پہنچایا، طلاق ثلاثہ بل پر پرزور آواز بلند کی، بابری مسجد کے فیصلہ پر بھی وہ خاموش نہیں رہے، حالیہ حکومت کے غلط فیصلوں کی وجہ سے کئی مواقع ایسے آئے، جہاں امت انتشار ذہنی میں مبتلا ہو کر مایوسی کی شکار ہوئی، ایسے موقع پر مولانا کے بیانات نے امید کی کرن جگائی۔

مولانا کی پیدائش ۱۹۴۳ء میں ہوئی، تعلیم سے فراغت کے بعد سے مولانا قومی مسائل کے ساتھ جڑ گئے، چوں کہ آپ ایک قابل تقلید ملی رہنما مولانا منت اللہ رحمانیؒ کے فرزند تھے، مولانا کے ساتھ بھی سفر وحضر میں رہے؛ اس لئے فطری طور پر انھیں بھی ملت کے مسائل سے دلچسپی پیدا ہوئی اور تادم آخریں وہ ملی قائد ورہنما بن کر ہی رہے۔

حضرت مولانا ۱۹۷۴ء سے لے کر ۱۹۹۶ء تک بہار قانون ساز کونسل کے رکن رہے؛ اس لئے قانونی باریکیوں سے خوب واقف تھے اور حکومت کی قانون سازی کے مواقع سے امت کو قانون کی باریکیوں سے واقف کراتے رہتے، آپ ایک ماہر تعلیم بھی تھے اور دینی وعصری تعلیم کے بڑے حامی تھے، ایک طرف وہ خود جامعہ رحمانی مونگیر کے سرپرست تھے تو دوسری طرف انھوں نے رحمانی تھرٹی کی بنیاد رکھی، جہاں عصری تعلیم کے متعدد شعبوں میں معیاری اعلی تعلیم اور قومی مقابلہ جاتی امتحانات کے لئے طلبہ کو تیار کیا جاتا ہے، جہاں سے ہر سال تقریبا NEET اور JEE میں 100 سے زائد طلبہ منتخب ہوتے ہیں، رحمانی 30 کا قیام ان کی سوچ کو واضح کرتا ہے کہ وہ قوم کو کس طرح کی تعلیم سے آراستہ کرنا چاہتے تھے۔

اس وقت ملک کے جو حالات ہیں اور خصوصیت کے ساتھ برسر اقتدار پارٹی جس طرح مسلمانوں کو نشانہ بنا رہی ہے، جو بھی وہ فیصلہ کرتی ہے، مسلمانوں کو سامنے رکھ کرتی ہے، بھارت میں آج جس طرح کے حالات برسر اقتدار پاٹی نے پیدا کر دیے ہیں اور جس طرح مذہبی عصبیت کی کھیتی اگانے کا کام اس نے کیا ہے، ایسے ماحول میں مسلمان خوف وہراس کی زندگی گزار رہے ہیں، اس خوف اور ہراس کی زندگی سے قوم کو باہر نکالنے والی شخصیات میں مولانا ایک بڑی شخصیت تھے، ایسے قحط الرجال کے زمانہ میں ان کا اٹھ جانا خاندان کے لئے ہی نہیں؛ بل کہ پوری قوم کے لئے ایک بڑا خسارہ ہے، ایسا خسارہ، جس کی بھرپائی شاید ہو سکے۔ اس وقت بھارتی مسلمانوں کو ان کی سخت ضرورت تھی؛ لیکن قضا وقدر کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کرنے کے سوا چارہ بھی نہیں، تقدیر نے انھیں اپنے پاس بلا لیا، وہ چلے گئے؛ لیکن اپنے پیچھے ایسے نقوش ثبت کر گئے، جن کی وجہ سے وہ تاریخ میں یاد رکھے جائیں گے، آج ہر اس شخص کی آنکھ اشک بار ہے، جس نے ان کی وفات کی خبر سنی، اور کیوں ایسا نہ ہو؟ وہ سب کے تھے، امت کے تھے، قوم کے تھے، قوم کے لئے جیتے تھے اور قوم کے لئے مرتے تھے، وہ سچ مچ قومی قائد اور ملی رہنما تھے، وہ ہند میں سرمایہ ملت کے نگہبان تھے، ان کی وفات واقعتا بہت بڑا خسارہ ہے، بس یوں سمجھئے کہ آج پھر سے بھارتی مسلمانوں کے آزاد کی وفات ہوگئی ہے اور ان وفات پر آغا شورش کاشمیری کا وہ مرثیہ صادق آتا ہے، جو انھوں نے مولانا آزاد کی وفات کہا تھا:

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہے آستیں نہیں ہے
زمیں کی رونق چلی گئی ہے، افق پہ مہر مبیں نہیں ہے
تری جدائی سے مرنے والے، وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے
اگرچہ حالات کا سفینہ اسیر گرداب ہو چکا ہے
اگرچہ منجدھار کے تھپیڑوں سے قافلہ ہوش کھو چکا ہے
اگرچہ قدرت کا ایک شاہکار آخری نیند سو چکا ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے تک یقیں نہیں ہے
کئی دماغوں کا ایک انساں، میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے، زباں کا زور بیاں گیا ہے
اتر گئے منزلوں کے چہرے، امیر کیا کارواں گیا ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے
یہ کون اٹھا کہ دیر وکعبہ شکستہ دل، خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم، خواص پہنچے، عوام پہنچے
تری لحد پہ خدا کی رحمت، تری لحد کو سلام پہنچے
مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

Scanned with CamScanner

☆ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ☆

مولانا رضوان احمد ندوی

افسوس ہے کہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت، سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر، جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور عالم اسلام کے ممتاز عالم دین، شیخ طریقت، مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے ۳/اپریل ۲۰۲۱ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اناللہ وانا الیہ راجعون" ان کی نماز جنازہ مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی نے پڑھائی جس میں لاکھوں فرزندان توحید نے شرکت کی، اللہ آپ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آپ جس گھرانے کے چشم وچراغ تھے،وہ مدتوں سے مذہب واخلاق، رشد وہدایت، تصنیف وتألیف اور اردو زبان وادب کا گہوارہ رہا ہے، آپ قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کے پوتا اور عارف باللہ امیر شریعت حضرت سید شاہ مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ تھے، ان بزرگوں نے اصلاح وتربیت کا جو عظیم کارنامہ انجام دیا، وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

یہ بات سبھی لوگ جانتے ہیں کہ قائدین ہی دراصل تنظیموں اور اداروں کی روح اور جان ہوا کرتے ہیں، تنظیموں کو جب تک صحیح قیادت میسر نہ ہو اس وقت تک نہ اس کی صحیح تنظیم وتربیت ہو پاتی ہے اور نہ ہی کوئی جد وجہد برگ وبار لا سکتی ہے، اس لحاظ سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ خوش قسمت مشترکہ ومتحدہ پلیٹ فارم (ادارہ) ہے، جس کو تاریخ کے ہر دور میں مخلص وجفاکش اور دینی بصیرت وسیاسی شعور رکھنے والے قائدین ورہنما ملتے رہے ہیں، جن کے فکر ونظر پر عامۃ المسلمین کو اعتماد واعتبار قائم رہا ہے، اور پھر چراغ سے چراغ جلتا رہا، یقین کیجئے کہ آج اس کے قیام کو تقریباً ۵۰/سال کا عرصہ گذر چکا ہے، اس لمبے عرصہ میں بورڈ نے قانون شریعت کی حفاظت وبقا کے لئے جو شاندار تاریخ رقم کی ہے، وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، ماضی کی تاریخ پر نظر دوڑائیے سب سے پہلے اس تحریک کے روح رواں، صاحب عزیمت بزرگ شخصیت امیر شریعت حضرت مولانا شاہ منت اللہ رحمانی نے ملک کے تمام مسالک ومکاتب فکر وخیال کے علماء ومشائخ اور مختلف جماعتوں، اداروں اور تنظیموں کے سربراہ کو تحفظ شریعت کے لئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع کیا، حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب کے مشورہ سے انہوں نے ۲۷/۲۸/دسمبر ۱۹۷۲ء کو عروس البلاد ممبئی میں ایک نمائندہ اجتماع طلب فرمایا، جس میں مسلم پرسنل لا کے تحفظ کے لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تشکیل کا فیصلہ کیا اور ۷/اپریل ۱۹۷۳ء کو اجلاس حیدرآباد میں باضابطہ طور پر بورڈ قائم ہوا، جہاں طریقہ کار اور اصول وضوابط مرتب ہوئے، یہیں اتفاق رائے سے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دار العلوم دیو بند بورڈ کے پہلے صدر منتخب ہوئے اور بانی بورڈ ہمہ گیر شخصیت، امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی اس کے جنرل سکریٹری بنائے گئے، ان دونوں بزرگوں کے علاوہ ملت کے نامور ارباب فضل وکمال اور جماعتوں کے سربراہ کو نائبین صدر، سکریٹریز، خازن اور اس کے معزز ارکان منتخب ہوئے اس طرح بورڈ نے اپنا سفر شروع کیا، ابھی ۱۰/سال کا ہی عرصہ گذرا کہ ۱۷/جولائی ۱۹۸۳ء میں صدر بورڈ حضرت قاری صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا، تو ۲۸/دسمبر ۱۹۸۳ء کو چنئی کے اجلاس میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی بورڈ کے دوسرے صدر منتخب ہوئے، آپ کم وبیش ۱۷/سال تک اس عہدہ پر فائز رہے، جہاں آپ نے بورڈ کی مشترکہ جد وجہد میں نمایاں خدمات انجام دیں اور ۳۱/دسمبر ۱۹۹۹ء کو رب کائنات سے جا ملے، ان کی وفات کے بعد ۲۳/اپریل ۲۰۰۰ء کو لکھنو کے ایک خصوصی اجلاس میں قاضی القضاۃ فقیہ ملت حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی بورڈ کے تیسرے صدر منتخب ہوئے گرچہ آپ کا عہد صدارت بہت مختصر رہا، پھر بھی آپ نے اپنے دوسالہ عہد صدارت میں بورڈ کے اندر ایسی حرارت وتیزی لائی وہ آپ کی عظیم دینی وملی خدمات کا نمایاں پہلو ہے، قاضی صاحب کی وفات کے بعد ۲۳/جون ۲۰۰۲ کو حیدرآباد کے سولہویں اجلاس میں موجودہ صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کا بحیثیت صدر انتخاب عمل میں آیا، ازیں قبل جب بورڈ کے پہلے جنرل سکریٹری امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی نے ۱۹/مارچ ۱۹۹۱ء کو سفر آخرت اختیار کر لیا تو مئی ۱۹۹۱ء میں امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ بورڈ کے دوسرے جنرل سکریٹری نامزد ہوئے، آپ نے ۲۵/۲۶/سال تک جنرل سکریٹری شپ کے عہدہ پر فائز رہ کر بورڈ کے وقار واعتبار کو بلند کیا، بہت سے نازک مرحلوں میں ملت اسلامیہ کو آپ کی عملی وعلمی قیادت ورہنمائی سے روشنی ملی؛ لیکن جب آپ کی صحت کمزور پڑ گئی اور طبعی ضعف ونقاہت کے باعث بورڈ کی تنظیمی سرگرمیاں متاثر ہونے لگیں تو صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی نے ۷/جون ۲۰۱۵ء منعقدہ لکھنو کی مجلس عاملہ میں ارکان کے مشورے سے بورڈ کے بلند نگاہ اور صاحب فکر ونظر سکریٹری مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو کارگذار جنرل سکریٹری نامزد فرمایا، یقین مانئے کہ آپ کے عہدہ سنبھالتے ہی بورڈ میں ایک نئی توانائی اور قوت پیدا ہوگئی، اسی درمیان ۱۷/اکتوبر ۲۰۱۵ء کو حضرت مولانا سید نظام الدینؒ صاحب رحلت فرما گئے، چنانچہ ارکان بورڈ کے اصرار پر گیارہ ماہ کے عرصہ کے بعد صدر بورڈ نے ۱۶/اپریل ۲۰۱۶ء منعقدہ لکھنؤ کی مجلس عاملہ میں مفکر اسلام حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کو باضابطہ طور پر بورڈ کا جنرل سکریٹری نامزد فرمایا۔ اس موقعہ پر صدر بورڈ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ!

''میں نے غور کیا اور اس نتیجہ پر پہونچا کہ اس منصب کے لئے حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کی شخصیت ہر جہت سے موزوں ترین شخصیت ہے؛ اس لئے میں مولانا کو بورڈ کی اگلی میقات تک کے لئے جنرل سکریٹری نامزد کرتا ہوں۔''

اس نامزدگی پر تمام شرکاء کے چہرے پر بشاشت کی لہر دوڑ گئی، اور سبھوں نے غیر معمولی مسرت اور اطمینان کا اظہار کیا، پھر دیکھتے ہی دیکھتے ۸/مہینے گذر گئے کہ بورڈ کے ۲۵/ویں انتخابی اجلاس نے دستک دیدی، چنانچہ ۱۸، ۱۹، ۲۰/نومبر ۲۰۱۶ء کو شہر کلکتہ کے مائرہ پینلنس اے جے سی بوس روڈ میں صدر بورڈ نے دستوری اعتبار سے مجلس عاملہ کے مشورے سے اگلے سہ سالہ میقات کے لئے دوسرے عہدیداران بورڈ کے علاوہ حضرت امیر شریعتؒ کو جنرل سکریٹری نامزد فرمایا، اس طرح بورڈ کا یہ کاررواں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی صدارت اور مفکر اسلام حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانیؒ کی قیادت میں منزل کی طرف رواں دواں رہا۔

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کا ملکی وملی تحریکات میں نمایاں حصہ رہا ہے، اس لئے ممبئی کے تاریخ ساز کنونشن سے ہی اس کے دست وبازو بنے رہے اور ملت کو پورے حوصلہ کے ساتھ زندگی گذارنے کا درس دیتے رہے۔ میں پچھلے ۲۶-۲۵، سالہ خادمانہ مشاہدات کی روشنی میں عرض کرتا ہوں کہ میری آنکھوں نے یہ منظر بارہا دیکھا کہ بورڈ کی میٹنگوں میں زیر بحث موضوعات پر ارکان کی نگاہیں حضرت امیر شریعتؒ کی رائے معلوم کرنے کے لئے اٹھتیں، کیوں کہ آپ کے خیالات بڑے مفکرانہ اور سنجیدگی کے ساتھ غور وفکر کے لائق ہوا کرتے تھے، جس کو اکثر تجویز اور قرارداد کا حصہ بنالیا جاتا رہا، اس وقت پس منظر کے طور پر چند اشارات پر اکتفا کرتا ہوں۔

● ۲۰۰۸ء میں ملک کے ایک موقر مسلم قانون داں نے لاکمیشن کو یہ تجویز بھیجی کہ وہ یونیفارم شرعیہ کوٹ بنانے کے لئے حکومت سے سفارش کرے، مجھے یاد آتا ہے کہ جب ان کی یہ تجویز اخبارات کی زینت بنی تو حضرتؒ نے اس پر سخت ردعمل کا اظہار کیا، اس کے چند دنوں کے بعد بورڈ کی مجلس عاملہ میں اس موضوع پر گرما گرم بحث ہوئی، میٹنگ میں حضرت نے اپنے موقف کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ ان تجاویز کے پیچھے کچھ مذموم محرکات کام کررہے ہیں اور ان کا مقصد یونیفارم سول کوڈ کی تدوین کے لئے راستہ ہموار کرنا معلوم ہوتا ہے؛ تاکہ مسلمانوں کو شریعت کے احکام کے مطابق اپنے خاندانی نزاعات کو طے کروانے کے بنیادی حقوق سے محروم کیا جائے، چنانچہ مجلس عاملہ نے آپ کے ان احساسات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس کو تجویز کا حصہ قرار دیا۔

● ۲۰۰۹ء میں مرکزی وزیر تعلیم جناب ارجن سنگھ نے مرکزی مدرسہ بورڈ کے قیام کے لئے ایک مسودہ قانون بنوایا ابھی یہ قانون پارلیامنٹ سے منظور نہیں ہوا تھا، حضرت نے پہلے ارجن سنگھ سے ملاقات کی اور اس کے نقصانات کی نشاندہی فرمائی پھر جب بھٹکل میں مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوئی تو اس موضوع پر کافی بحثیں ہوئیں، حضرت نے مضبوط دلائل کے ساتھ اس کے مضر اثرات پر گفتگو کی اور اس مسودہ قانون کے خلاف پورے ملک میں تحریک چلانے کی تجویز رکھی، مولانا سلیمان سکندر (حیدرآباد) سامنے بیٹھے ہوئے تھے، دفعۃً کھڑے ہوگئے اور کہا کہ مولانا محمد ولی رحمانی نے بڑی عزیمت کی بات کہی ہے، پھر میں نے دیکھا کہ ہر چہار جانب سے تائیدی کلمات کی صدا بلند ہونے لگی، جب بورڈ کی یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو مرکزی وزیر تعلیم نے اس مسودہ کو طاق نسیاں بنادیا۔

● ۲۰۰۹ء میں ہی سپریم کورٹ کے فاضل جج جسٹس مارکنڈے کاٹجو نے داڑھی کے ایک مقدمہ پر سماعت کرتے ہوئے نہایت ہی نازیبا ریمارک کیا اور انہوں نے اس کو طالبانی کلچر سے تعبیر کیا، آپ نے ان کے اس مجرمانہ ریمارک کے خلاف احتجاج کیا، مضامین لکھے، وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ کو بروقت متوجہ کیا، حتی کہ فاضل جج سے بھی گفت وشنید کی جس کی ایک طویل داستان ہے، حضرت کی ان کوششوں کے نتیجہ میں جج صاحب نے اپنے تبصرے اور فیصلے پر معافی مانگی، بورڈ کی میٹنگ میں آپ کے اس جرات مندانہ اقدام اور حق گوئی وبے باکی کی ستائش کی گئی اور کہا کہ آپ نے بورڈ کی اچھی اور مضبوط نمائندگی کی۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کے تحفظ اور اس کی مشترکہ جد وجہد میں آپ کی نمایاں خدمات رہی ہیں اور ہر موقعہ پر آپ نے قائدانہ رول ادا کیا ہے، قائدین بورڈ نے جب بھی آپ کے مضبوط کاندھوں پر کوئی ذمہ داری ڈالی آپ نے اس کو محنت اور سلیقہ سے انجام دیا، چاہے وہ مرکزی اصلاح معاشرہ کمیٹی کے کنویز کی ذمہ داری ہو، ملک گیر آئینی حقوق بچاؤ تحریک کے قائد بنائے جانے کا معاملہ ہو یا دین ودستور بچاؤ تحریک کو چلانے کا مسئلہ، آپ نے پورے ملک میں مسلمانوں اور دیگر مذہبی اقلیتوں کے ساتھ مل کر زبردست تحریک چلائی، سیکڑوں اجلاس وورکشاپ منعقد کئے، مختلف علاقائی زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں فکر انگیز کتابچے پمفلٹ، مضامین اور اسٹیکر چھپوا کر تقسیم کرائے، اور بڑی حکمت وتدبیر کے ساتھ ان تحریکات کے رشتہ کو عوام سے جوڑا، آپ بورڈ کے بہت سے قانونی نکات میں وکلاء کی بھی رہنمائی کرتے رہے، مسلم ویمن پروٹیکشن ایکٹ میں ترمیم کا معاملہ ہو یا کلکتہ ایکوزیشن اینڈ ریگولیشن بل، بابری مسجد کی حقیت کا مقدمہ، نکاح رجسٹریشن قوانین کا جائزہ ہو، یا وقف ایکٹ ۲۰۱۰ء ترمیمی بل، یا طلاق ثلاثہ کا مسئلہ، ہر محاذ پر ایک دور اندیش قائد کی حیثیت سے ماہرین قانون کو صائب مشورے دیتے رہے، جس سے انہیں روشنی ملتی رہی ہے، حضرتؒ بورڈ کو فعال ومتحرک بنانے اور اس کے مقاصد کاز کو عملی طور پر نافذ کرنے کی ہر جہت سے جد وجہد کرتے رہے ہیں، جس کا اس مختصر سے مضمون میں احاطہ دشوار ہے، جو تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

یقین مانئے کہ آپ کے عہد جنرل سکریٹری شپ میں بورڈ کے کاموں کا دائرہ وسیع ہوا، نظام قضاء اور تحریک اصلاح معاشرہ میں نئی قوت وتوانائی پیدا ہوئی، عوامی رابطے مضبوط ہوئے، عدالتوں کے ذریعہ غیر شرعی فیصلوں پر ان سے نظر ثانی کی درخواستیں کی گئیں، اس سلسلہ میں قانونی دستاویزی مجلّہ کی اشاعت کا فیصلہ ہوا، اوقاف کی جائدادوں پر ناجائز قبضوں سے چھڑانے کے لئے ملک گیر سطح پر بیداری لانے کی تحریک چلانے کی تجویز پاس ہوئی، جب ہر موضوع پر سوشل ڈاٹا جمع کی ضرورت محسوس کی گئی تو حضرت نے اس کے لئے افراد تیار کئے، اس طرح کے متعدد مسائل پر پوری قوت اور جرأت کے ساتھ اقدامات کئے جو ایک مستقل موضوع ہے اور اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور جنت نعیم میں جگہ عطا فرمائے۔

Scanned with CamScanner

کئی دماغوں کا ایک انسان

مولانا محمد ولی رحمانی

مولانا احمد بن نذر

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن ندویؒ نے ایک زریں، بیش قیمت اور وقیع جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ: "نسبت کا منتقل ہونا پڑھا اور سنا تھا، دیکھا ہے ولی میاں میں!" بلاشبہ حضرت مولاناؒ کا یہ قول حرف بہ حرف درست، صادق اور حق بہ جانب ہے، یہ بے جا مبالغہ آرائی ہے نہ بے وجہ کی قصیدہ خوانی بلکہ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی جہاں یقیناً اعلیٰ ترین نسبتوں کے حامل تھے وہیں علم و فضل کی دنیا میں بھی مسند علیا پر متمکن، آپکا حسب و نسب جہاں آپکے لئے باعث سعادت تھا وہیں آپکی زیرکی و دانائی وجہ شہرت، آپ جہاں باوقار والد کے ہونہار فرزند تھے وہیں فقید المثال دادا کے باکمال پوتے بھی!

آپکا خانوادہ وہ عظیم خانوادہ ہے جسے تعارف کی حاجت نہیں بلکہ دنیا خود کو اس سے منسلک و منسوب کر کے اپنی شناخت کو استحکام اور شہرت کو دوام بخشتی ہے۔ آپکا پورا گھرانا تقوی و للہیت، اخلاص و دیانت، پاکبازی و امانت، راست بازی و صداقت، دانشمندی و حکمت اور بے باکی و شجاعت کے ساتھ ساتھ سدا بہار اوصاف امامت و سیادت کا حسین مرقع ہے۔ آپ کا خانوادہ بلا ریب و تردد "ایں خانہ ہما آفتاب ست" کا حقیقی مصداق اور یقینی محمل ہے۔ آپ کا شجرۂ نسب ستائیسویں پشت پر پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے جاملتا ہے۔ آپ کے جد معظم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کے لا تعداد کارہائے نمایاں میں سے اگر صرف "دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ" اور "جامعہ رحمانی مونگیر" کی تاسیس، بناء اور تعمیر کا ہی ذکر کیا جائے تو بہ جا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ صرف ملت اسلامیہ ہندیہ ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام انکے ان احسانات سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ آپ کے والد مکرم مولانا منت اللہ رحمانیؒ نے آئین کی آڑ میں مسلمانوں کے تشخص و امتیاز پر لگائی جانے والی سیندھ کے سد باب کے لئے جہاں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء کی صورت میں ملت اسلامیہ ہندیہ کو ایک متحدہ پلیٹ فارم عطا کیا، وہیں مسلمانوں کے عائلی، سماجی اور بعض اوقات سیاسی مسائل کے حل کے لئے امارت شرعیہ کے ذریعہ بھرپور تگ و دو کی، تا آنکہ ان مسائل کا کوئی مناسب حل نہ نکل آیا۔

مولانا کی ذات مذکورہ اکابر کی روایات کی امین، ان کے مشرب کی محافظ اور یقینی طور پر حقیقی جانشین ہونے اور کہلانے کا کلی استحقاق رکھتی تھی۔ ان کی شخصیت بلاشبہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھی۔ آپ کبھی سلسلۂ بیعت و ارادت کے "پیر مغاں" تھے تو کبھی علم و فن کی دنیا کے شہ بے تاج، کبھی جامعات اور مدارس کے بیدار مغز منتظم تھے، تو کبھی فقہ و فتای کی دنیا کے معتمد و معتبر مفتی، کبھی میدان تقریر و خطابت کے فاتح تھے، تو کبھی آئین و قانون کی پر پیچ وادیوں کے شہ سوار، کبھی زبان و ادب پر گہری نگاہ رکھنے والے نقاد و ادیب تھے تو کبھی تالیف و تصنیف کے جہان میں اپنی مخصوص طرز ادا رکھنے والے مؤلف و مصنف، کبھی آپ کی گفتگو یاس و قنوطیت کے شکار نوجوانوں نے دم تازہ کی فراہمی و فراوانی کا ذریعہ تھی تو کبھی آپ کے بیانات میں عوام و خواص کو مسحور کر دینے والی اثر آفرینی ________ گویا:

چہرہ کھلی کتاب ہے عنوان جو بھی دو
جس رخ سے بھی پڑھوگے اسے جان جاؤگے

آپ اپنے بلند حوصلہ عالی صفت اور اولوالعزم آباء و اجداد کی نہ صرف شکل و شباہت میں "نقل مطابق اصل" تھے بلکہ عادات و اطوار اور گفتار و کردار میں بھی ان ہی کے عکس جمیل!

آپ کی ہستی وہ تھی جس کا کسی منصب پر فائز ہونا بذات خود اس عہدے کے لئے باعث زینت و افتخار ہوا کرتا ہے، اس وقت آپکے مضبوط کاندھوں پر جہاں بہار، جھارکھنڈ و اڈیشہ کے مسلمانوں کے مسائل کا بوجھ تھا وہیں ملت اسلامیہ ہندیہ کے قوانین اسلامی کے حفاظت کا بار گراں بھی، جامعہ رحمانی مونگیر کی تعلیمی سرگرمیوں کی بقاء جہاں آپ سے ہی تعبیر تھی وہیں حالات کی نبض شناسی کا بین ثبوت "رحمانی تھرٹی" کی پیش قدمیاں اور کامیابیاں بھی آپ کی ہی مساعی کا دل کش ترین نتیجہ تھیں، جہاں ندوہ کی ارتقاء و عروج میں آپ کے مفید تر مشاورتوں کا حصہ تھا، وہیں خانقاہ رحمانی کی تسبیح و مصلے کی تابانی بھی آپ ہی کے دم سے تھی۔ آپ بیک وقت خانقاہ رحمانی کے مے نوشوں کے لئے ساقی، جامعہ رحمانی کے تشنہ کامان دہن کے لئے نہر شیریں، مریضان ملت اسلامیہ ہندیہ کے لئے طبیب حاذق اور تنظیم مسلمین بہار، جھارکھنڈ و اڈیشہ کے سربراہ تھے۔ نیز خانوادۂ جیلانی و رحمانی سے صوبہ جھارکھنڈ کی قدیم ترین درس گاہ جامعہ رشید العلوم، چترا، جھارکھنڈ (سن قیام: ۱۹۲۵ء) کا ربط و تعلق کوئی چند دہائیوں پر منحصر نہیں بلکہ تقریباً ایک صدی کے طویل عرصہ پر محیط ہے۔ بانی جامعہ حضرت مولانا محمد رحمت اللہ نور اللہ مرقدہ نے مولانا محمد علی مونگیریؒ کے میخانے سے روابط استوار کئے اور تا حیات اسی کی جرعہ نوشی کو باعث سعادت و نجات تصور کیا۔ بانیٔ جامعہ کے استاذ و مربی حضرت مولانا عبدالرشید رانی ساگریؒ (جنکی جانب یہ جامعہ منسوب ہے) بھی حضرت مونگیریؒ کے سلک ارادت کے سالک و راہی تھے۔ حضرت مونگیریؒ کے سانحۂ ارتحال کے بعد حضرت منت اللہ رحمانیؒ نے تادم واپسیں اس ادارے کی سرپرستی فرمائی۔ پھر اس کے بعد حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کی بافیض قیادت و سرپرستی اس کے حصے میں آئی، موقع کی مناسبت سے سردست مولانا کی عظیم ترین دینی، مذہبی، ملی، سیاسی اور سماجی خدمات کے چیدہ چیدہ معدودے گوشوں کی ہی رونمائی ممکن ہے، جب کہ مولانا کی خدمات کا وسیع تر دائرہ زبانِ حال سے یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے:

ہماری داستاں اوراقِ مختصر میں نہیں

سو زندگی نے موقع و فرصت کے لمحات بخشے تو اُس "کئی دماغوں کے ایک انساں" کے کارہائے نمایاں کا تذکرہ پھر کبھی، پھر کہیں!

رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً تغمدہ اللہ بغفرانہ

تری لحد پر خدا کی رحمت تری لحد پر سلام پہنچے

محمد انس عباد صدیقی جدہ سعودی عرب

۳؍اپریل ۲۰۲۱ عیسوی ۲۰؍شعبان المعظم ۱۴۴۲ ہجری تقریباً ڈھائی بجے دوپہر پارس ہاسپٹل میں ہندوستان کے بے باک؛ نڈر؛ بصیرت مند قائد؛ روحانی پیشوا؛ شگفتہ نویس و رمز شناس اور بلند پایہ ادیب؛ بافیض واعظ و خطیب سینکڑوں ادارے کے سرپرست؛ مسلم پرسنل لاء بورڈ رکن کے جنرل سکریٹری ؛امارت شرعیہ بہار؛ اڑیسہ و جھارکھنڈ کے امیر شریعت؛ خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشین؛ جامعہ رحمانی مونگیر کے سربراہ اعلیٰ؛ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمہ کے سچے اور حقیقی وارث؛ مولانا سید منت اللہ رحمانی رحمہ اللہ کے فکری و علمی اور روحانی تحریک کے سچے جانشین مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب جوار رحمت میں چل دیئے؛ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃ

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

جب سے وفات حسرت آیات کی خبر ملی اب تک دماغ ماؤف؛ جسم نڈھال، آنکھیں اشکبار ہیں؛ آپ کی مکمل زندگی جہد مسلسل سے عبارت رہی؛ آپ کا دماغ تحریکی تھا؛ آپ کے افکار میں پاکیزگی اور مضبوطی تھی؛ آپ فیصلہ کن گفتگو کرتے؛ رائے کے اظہار میں نڈر واقع تھے؛ دل دردمند؛ فکر ارجمند کے مظہر جمیل تھے۔ کانگریس حکومت جب لازمی تعلیمی ایکٹ لے کر آئی تو آپ حکومت کی نیت کو بھانپ گئے، اس ایکٹ کے مضرات اور نقصانات کے لئے پورے ملک میں تحریک چھیڑی؛ لٹریچر تیار کئے اور عوام و خواص کو بیدار کیا۔ آپ کی جسارت کے سامنے کانگریس حکومت کو سرنگوں ہونے پہ مجبور ہونا پڑا، آپ مصلحت کوش بالکل نہیں تھے، جو حق سمجھتے برملا اظہار کرتے اور مدلل و مرتب انداز میں اسے پیش کرتے، آپ کی فکر میں حضرت مونگیری کا دماغ ہوتا، آپ کی تحریک میں حضرت سید مولانا منت اللہ رحمانی کی جہد مسلسل ہوتی یہی وجہ ہے کہ جب سے آپ پرسنل لاء کے جنرل سکریٹری منتخب کئے گئے مسلم پرسنل لاء بورڈ مضبوط راہ پہ عود کر آیا؛ نوجوان فضلاء کی ایک مضبوط کھیپ تیار کی؛ تحریک اصلاح معاشرہ کے لئے ملک کے تمام ریاست میں گاؤں گاؤں اور بستی بستی ہندوانہ رسم؛ غیر اسلامی طریقہ زندگی گزارنے سے اجتناب کے لئے تحریک چھیڑی؛ شادی بیاہ کو آسان بنانے کے لئے سوشل میڈیا کے ذریعہ لین دین؛ تلک و جہیز اور رسم و رواج کے نام پہ فضول خرچیوں سے پاک نکاح جیسی عبادت کو رواج دینے کے لئے مستقل پروگرامز کرا کر امت کے اندر نیک جذبات کو فروغ دیا گیا؛ امارت شرعیہ پٹنہ میں آپ کی امارت کا پانچ سالہ دور اجلے عنوان اور روشن ترقیاتی کاز کے طور پہ یاد کیا جائیگا، باضابطہ امیر شریعت منتخب کئے جانے کے بعد امارت شرعیہ کو پھر سے ایک نئی زندگی ملی، مختلف اضلاع کے باکمال نوجوان فضلاء کو امارت میں مختلف ذمہ داریاں دی گئیں، ضلع، بلاک اور پنچایت سطح پہ افراد کی تعیین کی گئی اور امارت کے مشن کو بہار، اڑیشہ اور جھارکھنڈ کی ہر بستی اور ہر گھر تک متعارف کرایا گیا، عصری اداروں اور مکاتب دینیہ کے قیام کے لئے مستقل بیداری لائی گئی، اردو زبان کے فروغ و احیاء کے لئے مستحکم لائحہ عمل تجویز کیا گیا، تاکہ بہار، اڈیشہ اور جھارکھنڈ کی ہر آبادی میں اسلامی لٹریچر کے مطالعے کی عادت پڑ سکے اور ملت کا ہر بچہ اردو داں بن سکے۔ دارالقضاہ کی توسیع کی گئی، اکثر دارالقضاؤں کو اپنی عمارت میں لا کر نائب قاضیوں کی تقرر کی گئی، آپ نے امارت شرعیہ کے ہر شعبہ میں نئی توانائی پیدا کی، آپ باکمال انسان تھے۔

آپ کی ولادت: ۵؍جون ۱۹۴۳ء کو امیر شریعت رابع مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی (ولادت ۱۹۱۲ء، وفات ۱۹۹۱ء) بن مولانا سید علی مونگیری (ولادت ۱۸۴۶ء، وفات ۱۹۲۷ء) کے گھر مونگیر میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اور تربیت خانقاہ رحمانی اور احاطہ میں چل رہے پرائمری اسکول میں ہوئی، آپ کے اولین اساتذہ میں قابل ذکر نام مولانا حبیب الرحمٰن اور ماسٹر فضل الرحمٰن کے ہیں آپ نے اپنے نامور والد کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہ کیا، جامعہ رحمانی مونگیر میں مشکوٰۃ شریف تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور ۱۹۶۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے فضیلت اور تکمیلات کے شعبے سے تعلیم مکمل کی۔ ان دونوں اداروں سے کسب فیض اور خاندانی تعلیم و تربیت کی وجہ سے فکری نظافت، نظریاتی تعمق اور فکر ارجمند، دل دردمند سے مالا مال ہوئے۔ ۱۹۶۷ء میں امارت شرعیہ کے ترجمان ہفت روزہ نقیب کی ادارت کے ساتھ ساتھ آپ نے جامعہ رحمانی میں تدریسی خدمت اور فتوی نویسی کا کام بھی انجام دیا، ۱۹۶۹ء میں جامعہ رحمانی کی نظامت کے عہدہ پر فائز ہوئے، ۱۹۷۰ء میں ایم اے کیا۔ ۱۹۷۴ء میں بہار قانون ساز کاؤنسل کے رکن منتخب ہوئے اور یہاں سے باضابطہ سیاسی سفر کا آغاز بھی کیا، ہندوستان کی سیاست کے نشیب و فراز کو آپ نے سمجھا اور بحسن خوبی اس دشت کی سیاحی بھی کی، سیاست میں رہتے ہوئے ملی مسائل کی پرزور وکالت کرتے، اسی سال جامعہ رحمانی کے ادبی رسالے "صحیفہ" کی ادارت بھی سنبھالی، آپ نے حج و عمرہ کا پہلا سفر ۱۹۷۵ء میں کیا، ۱۹۷۹ء میں روس کا سفر کیا، ۱۹۸۴ء میں روزنامہ "ایثار" پٹنہ کی اشاعت، ۱۹۸۵ء میں بہار قانون ساز کاؤنسل کے ڈپٹی چیرمین بنے۔ حضرت امیر شریعت رابعؒ کی وفات کے بعد ۱۹۹۱ء میں خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشین مقرر ہوئے؛ ۲۰۰۵ء میں حضرت مولانا سید نظام الدین قاسمی امیر شریعت سادس نے امارت شرعیہ کا نائب امیر شریعت نامزد کیا۔ ۱۹۹۶ء میں رحمانی فاؤنڈیشن کے قیام کے بعد مولانا کی کتاب زندگی کے کافی روشن عنوان ابھرے، جبکہ سیاسی گلیاریوں کی گشتی میں ۱۹۸۹ء میں آپ پہ جان لیوا حملہ ہوا، ۲۰۱۰ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کورٹ کے ممبر منتخب ہوئے، آپ کے اندر ادب و صحافت، تالیف و تصنیف اور مضمون نویسی کی بے پناہ لیاقت تھی۔ آپ کا قلم سبک رفتار اور سیال تھا، خوب صورت جملے، سنہری تعبیرات اور برمحل اشعار سے مضامین کو مرقع کرنے کا ہنر رکھتے تھے۔ آپ کے اشہب قلم سے بڑی وقیع اور گراں قدر تصنیفات و تالیفات منصۂ شہود ہوئیں (۱) مدارس میں صنعت و حرفت کی تعلیم (۲) خیر مقدم (۳) شہنشاہ کونین کے دربار میں (۴) حضرت سجاد۔ مفکر اسلام یادوں کا کارواں (۵) آپ کی منزل یہ ہے (۶) بیعت؛ عہد نبوی میں (۷) تصوف اور حضرت شاہ ولی اللہ کے علاوہ درجنوں رسائل اور مضامین و مقالات موجود ہیں، جو آپ کے فکری تنوع، اسلوب نگارش کی شگفتگی، منفردانہ طرز تخاطب، سیاسی بصیرت اور ملی تڑپ کی گواہ ہیں۔ اب آپ نہیں رہے آپ کے محاسن، کمالات، منفردانہ اوصاف زندہ رہیں گے، آپ کی جرات و جسارت سے نئی نسل کو تقویت حاصل ہوگی ؛ آپ کے وصال کا سانحہ بہت دیر تک ملت پہ باقی رہے گا؛ اس کی وجہ آپ کی بلند قامت ملی سرگرمی رہے گی دور دور تک آپ کی خالی جگہوں کو پر کرنے والے افراد نظر نہیں آ رہے ہیں۔ اللہ تعالی ملت کو آپ کا نعم البدل عطا کرے۔

Scanned with CamScanner

ذکر ایک روشن ضمیر اور روشن دماغ مرد درویش کا

مولانا محمد قمر الزماں ندوی

میرے لئے یہ سعادت کی بات ہے کہ مجھے بھی امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رح کے جنازے میں شرکت کا موقع ملا، میری زندگی کی یہ سب بڑی نماز جنازہ تھی، جس میں، میں اب تک شریک ہوا۔ ایک اندازہ کے مطابق لاکھوں سے زیادہ لوگ شریک تھے۔۔ بس یہ محسوس ہو رہا تھا امڈتا ہوا سیلاب ہے، جدھر دیکھو سر ہی سر نظر آ رہا تھا۔ اور لوگ زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

صبح دس بجے ہی خانقاہ رحمانی کے اندرونی حصہ میں داخل ہوگیا، میرے ساتھ جو قافلہ اور وفد تھا سبھوں نے ہمت کر کے حضرت امیر شریعتؒ کی آخری زیارت کی، اور دیدار سے مشرف ہوئے، لیکن خاکسار بہت ہمت کر کے بھی وہاں تک پہنچنے سے محروم رہا، ہمت نے جواب دے دیا تو برآمدے میں رک گیا اور تین گھنٹے کھڑا رہا، بیچ میں کچھ دیر کے لیے زمین پر ہی بیٹھ گیا۔ اس جم غفیر کو دیکھ کر حضرت امیر شریعت رح کی مقبولیت اور محبوبیت کا صحیح اندازہ ہوا۔ لوگوں کو روتے، بلکتے اور سسکیاں لیتے ہوئے بھی دیکھا اور برادران وطن میں سے مرد اور عورت کی زبان سے ان کی خوبیوں کا ذکر سنا۔ سچ پوچھئے تو میں اس منظر کی صحیح تصویر کشی کرنے سے اپنے کو قاصر پاتا ہوں، اس سفر کے روداد کو لکھنے کی اس وقت خاکسار کو ہمت اور سکت بھی نہیں ہے، بس اتنا عرض کروں گا کہ

کبھی فرصت سے سن لینا عجب ہے داستاں ان کی

امیر شریعت رح کے تئیں لوگوں کی وارفتگی، دیوانگی اور شیفتگی کو دیکھ کر میرا دل، دماغ اور میرا قلب جو کچھ محسوس کر رہا تھا اس کو الفاظ کا جامہ پہنانا مشکل ہی نہیں مشکل تر اور دشوار ہے۔

مولانا مرحوم کی عظمت و بلندی اور ان کی مرکزیت و مقبولیت کو دیکھ کر جو اشعار اس وقت خانقاہ رحمانی کے اندر ذہن میں گردش کر رہے تھے اس کو صفحۂ قرطاس پر لانا اپنی ذمہ داری اور امانت سمجھتا ہوں۔

جہاں بانی سے ہے دشوار تر کار جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اور یہ اشعار بھی حافظہ میں آ رہے تھے۔

کمال عاشقی ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتا
ہزاروں میں کوئی مجنوں کوئی فرہاد ہوتا ہے
مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

ہندوستان کے جن علمی خاندانوں اور خانوادوں نے دین و ملت کی عظیم اور گراں قدر خدمات انجام دیں اور وقت کی رفتار پر اپنا نہ مٹنے والا نشان و نقش چھوڑا ہے، ان میں سرزمین بہار کے خانوادہ رحمانی کو ایک امتیازی شان اور مقام حاصل ہے۔ جب ۳/اپریل کو امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحبؒ کے سانحہ ارتحال کی خبر سنی تھی تو ایسا محسوس ہوا تھا کہ

کدام غمکدہ را روز ماتم است امروز
کہ موت عالم چوں موت عالم است امروز

آج شدت کے ساتھ اس کا احساس ہوا کہ علم و عرفان اور قدیم صالح اور جدید نافع کی ایک ایسی شمع گل ہوگئی، جس سے ہزاروں قلوب میں احترام شریعت کے چراغ روشن تھے۔۔ جنہوں نے بزم رحمانی کی شمع کو ایک عرصے سے جلائے رکھا تھا اور چراغ سے چراغ جلنے کا سلسلہ جاری تھا۔ انہوں نے گنجینہ فضل رحمانی کی بزم رفتہ کی یاد کو تازہ اور زندہ رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر شریعت رح کو بے پناہ صلاحیتیں ودیعت کی تھیں۔ امیر شریعت کا لقب ان پر حرف بحرف جچتا تھا، یہ دو حرفی لقب جس میں فکری اور عملی تعینات کی دنیا پوشیدہ ہے، یہ ہر کس و ناکس کو زیب نہیں دیتا ہے، یہ مسند صرف اس شخص کو زیب دیتی ہے، جو ملت کے دینی، سیاسی اور دنیاوی مسائل کے حل میں بے پناہ بصیرت رکھتا ہو اور جو اپنی اجتہادی صلاحیتوں کو کام میں لاکر نہ صرف مسائل کا حل پیش کرنے پر قدرت رکھتا ہو بلکہ نامساعد اور مشکل حالات میں عزم و ہمت کے ساتھ عزیمت کا بھی ثبوت دیتا ہو۔۔ یہ کمالات۔ یہ اوصاف یہ خوبیاں اور یہ صلاحیتیں بہت مشکل سے کسی شخص میں جمع ہوتی ہیں اور جب یہ خوبیاں اور اوصاف کسی میں اکٹھا ہو جاتے ہیں تو وہ شخص منفرد المثال اور نابغہ روزگار بن جاتا ہے ۔۔۔ ایسا شخص آنے والے حوادث اور آثار کا عکس اپنے آئینہ ادراک میں محسوس کر لیتا ہے اور پھر فضائے بسیط میں میں یہ آوازہ اور پکار بلند ہونے لگتی ہے کہ

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن، چراغ وہ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے انداز خسروانہ

یقیناً مولانا مرحوم پر یہ شعر ہر طرح سے صادق آتا تھا۔۔ اب وہ ہمارے درمیان نہیں رہے، لیکن انہوں نے جو علم و تحقیق کی شمعیں روشن کی ہیں، چاہے وہ رحمانی تھرٹی کی شکل میں ہو یا جامعہ رحمانی کی نشاتِ ثانیہ کی شکل میں ہو یا تحفیظ کا نیا معیاری شعبہ ہو یا پرسنل لا بورڈ کی خدمات ہوں یا امارت شرعیہ کا نظام اور امارت کو چلانا ہو، ان شاء اللہ قیامت کی صبح تک خدا کی ذات سے امید ہے کہ یہ شمعیں روشن رہیں گی اور یہ قندیلیں جلتی رہیں گی۔۔ دل ان کے بارے میں کہہ رہا ہے اور گواہی دے رہا ہے کہ۔

تمہیں مردہ کون کہتا ہے؟ تم تو زندوں کے زندہ ہو
تمہاری خوبیاں باقی، تمہاری نیکیاں باقی

کسی صاحب دل عالم نے امیر شریعت حضرت مولانا محمد منت اللہ رحمانی رح کی وفات کے بعد ان کے بارے میں لکھا تھا، وہ تحریر آج حرف بحرف حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رح پر بھی فٹ آ رہی ہے ۔۔۔ بس نام بدل کر وہی الفاظ اور اقتباس، آج حضرت امیر شریعت رح کے بارے میں لکھ رہا ہوں کہ۔

امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی رح خوبیوں کا نام تھا، عظمت کردار اور بلندی فکر کا نام تھا۔ علم و حلم، زہد و تقوی، فکر و نظر، بصیرت و عزیمت، رعب و دبدبہ اور جہد مسلسل کا نام تھا اور وہ نام تھا، شجاعت کا، شرافت کا، وقار کا، جرات کا، ہمت کا، توازن اور اعتدال کا، دکھ کو سمجھنے اور درد کی چارہ جوئی کا، نوازنے اور نوازتے رہنے کا، نبھانے اور نبھاتے چلے جانے کا، اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ نام تھا خدا کے سامنے رونے اور گڑگڑانے کا، رسول ﷺ کی بے پناہ محبت دل میں رکھنے اور بڑے سے بڑوں کو خاطر میں نہ لانے کا۔

مولانا مرحوم کی عجیب شخصیت تھی، وہ موم سے زیادہ نرم بھی تھے اور وقت پر لوہے سے زیادہ سخت بھی، حلقہ یاراں میں ریشم کی طرح نرم بھی اور اغیار میں فولاد کی طرح گرم اور سخت بھی۔ آج وہ ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن ان کا سراپا نگاہوں میں گھوم رہا ہے، ان کی باتیں اور ان کا پیغام اور مشن یاد آ رہا ہے۔ لوگ ان کی زندگی، کارنامے، حیات و خدمات کے مختلف گوشوں پر لکھیں گے، قلم اٹھائیں گے اور خامہ فرسائی کریں گے اور یقیناً ایسا کرنا چاہیے، کیونکہ ان کی خدمات اور کارنامے ہیں ہی اس قدر جلیل اور مبارک، کہ ان پر لکھا جائے اور خوب لکھا جائے اور ان کے مشن اور پیغام کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔

مولانا مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کی یہ سب سے بہتر شکل اور صورت یہی ہے، اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے جانشین اور وارثین سے بھی اسی طرح سے محبت کی جائے اور ان سے خلوص اور محبت کا تعلق رکھا جائے اور مولانا رحمانی رح کے لگائے ہوئے علمی اور عملی گلشن اور گلستان کو باقی اور تر و تازہ رکھا جائے، اس کی سب سے بہتر شکل یہ بھی ہے کہ اس خانوادہ کو پہلی ہی جیسی محبت دی جائے، ان سے عقیدت و محبت کو قائم اور استوار رکھا جائے اور عملی مشن کو جاری ساری رکھنے کے لیے ان کے جانشینوں کی دامے، درمے قدمے اور سخنے مدد کی جائے تاکہ چراغ سے چراغ جلنے کا عمل، کام اور سلسلہ ہمیشہ کے لیے باقی رہے۔۔

امیر شریعت مولانا محمد ولی صاحب رح اس فانی دنیا سے ابدی زندگی کی طرف چلے گئے، اپنے پیچھے ایک تاریخ چھوڑ گئے، کاموں کا ہنر اور سلیقہ چھوڑ گئے اور جینے کا طریقہ چھوڑ گئے، ان کے اندر زبردست فعالیت تھی، حرکت، حرارت اور جوش و جذبہ تھا، بہت کچھ کر گزرنے کا حوصلہ تھا، انہوں نے زندگی کے ہر دن کو محاسبہ کے ساتھ گزارا۔۔ وہ گویا لوگوں سے یہ کہتے تھے۔

اے شمع تجھ پہ رات یہ بھاری ہے جس طرح
میں نے تمام عمر گزاری ہے اس طرح

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رح ان لوگوں میں تھے جو اپنے زمانے میں حق گوئی اور جرات و بے باکی میں طاق تھے، بلاضرورت مصلحت پسندی ان کے یہاں تھی ہی نہیں، اور نہ ہی مصلحتیں ان کو کبھی خاموش کر سکیں، ان کی زبان نے اقتدار کا دباؤ کبھی محسوس نہیں کیا وہ جسے حق اور سچ سمجھتے کہہ دیتے تھے۔

وہ قدیم و جدید علم کے جامع تھے ان کے یہاں علم کی تقسیم نافع اور غیر نافع کی تھی وہ علم میں اصلا وحدت کے قائل تھے دوئی کے نہیں، علم نافع کے ساتھ عمل صالح نے ان کی شخصیت کو اس قدر نکھار دیا تھا کہ وہ دوسروں کے دل و دماغ اور قلب کو مطمئن کرتی اور دلوں میں جگہ بناتی تھی، یاد الٰہی اور نالہ نیم شبی نے ان کے وجود میں کشش، ان کے چہرے پر رونق، وقار و تمکنت، اور طمانیت اور لوگوں کے دلوں میں ان کے لیے احترام پیدا کر دیا تھا، ان کے فکر و تدبر، معاملہ فہمی اور وقت کے صحیح ادراک نے انہیں اپنے ہم عصروں میں ممتاز، نمایاں اور فائق کر رکھا تھا۔۔ انہوں نے ان صلاحیتوں اور قدرت کے عطیات کو بڑے سلیقہ اور محنت سے استعمال کیا۔ ان کا عمل اس شعر پر تھا۔

قیمت غم حیات کی تو دام دام لے
بہار ہو یا خزاں تو دونوں سے کام لے

صلاحیتیں تو ہزاروں اور لاکھوں کو ملتی ہیں، لیکن باکمال وہ ہوتے ہیں جو ان صلاحیتوں کا صحیح اور بھرپور استعمال کرتے ہیں، جیسے تلوار میں جوہر چھپے ہوتے ہیں، کچھ ویسا ہی معاملہ صلاحیتوں کا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار ذوالفقار کہلاتی ہے، کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مانگا، الٹ پلٹ کر دیکھا تو اسے ذوالفقار میں کوئی خاص بات نظر نہیں آئی، اس نے کہا، اس میں تو کوئی خاص بات نہیں نظر آتی،؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا دیا۔۔ السیف بالصاعد لا الصاعد بالسیف۔۔ تلوار کی خوبی بازو کی رہین منت ہوتی ہے ۔۔۔ امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رح نے بھی اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کیا اور بڑے کام کئے ۔۔ کام کرنے کا اور صحیح پلاننگ اور بروقت اقدام کرنے وہ ہنر جانتے تھے۔ زیادہ تر مونگیر میں رہے لیکن ملک اور بیرون ملک پر اپنے وسیع اثرات چھوڑے اور ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں۔

قوم نے ان کی خدمات کا اعتراف کیا اور آئندہ بھی کرے گی۔۔ کسی نے بالکل سچ کہا ہے کہ عظمت اور بزرگی نہ منصب و مقام کے ذریعہ ملتی ہے، نہ مال و زر سے اور نہ ہٹو بچو کی صدائے بے ہنگام اور ظاہری رکھ رکھاؤ کی پیداوار ہوتی ہے۔ یہ اللہ کی نعمت ہے، اللہ کی راہ میں چلنے والوں کو اس نعمت کبریٰ سے سرفراز کیا جاتا ہے اور کچھ منتخب افراد و رجال اور شخصیتیں اس کا اہل قرار پاتی ہیں۔

نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند
نہ ہر کہ آئینہ ساز و سکندری داند

یقیناً امیر شریعت مرحوم ان ہی باکمال اور منتخب لوگوں میں تھے اور ان کا شمار ان علماء میں تھا جن کی موت کو عالم کی موت کہا گیا ہے۔ ان کی وفات سے ایک فرد نہیں ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا، ایسے لوگ صدیوں میں جنم لیتے ہیں، ان کے وصال سے دینی جد و جہد کا ایک تابناک صفحہ اور ورق پلٹ گیا، علم، روحانیت اخلاص دردمندی اور جہد مسلسل کی دبستان اجڑ گئی اور ایسا کیوں نہ ہو قدرت کا قانون اور نظام یہی ہے۔

بس سدا نام رہے اللہ کا۔

Scanned with CamScanner

تعزیتی پیغامات و بیانات

محمد عادل فریدی

امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ کی رحلت ایک عظیم سانحہ: مولانا بدرالدین اجمل

آل انڈیا یونائیٹیڈ ڈیموکریٹک فرنٹ کے قومی صدر و رکن پارلیمنٹ مولانا بدرالدین اجمل قاسمی نے امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی رحمہ اللہ کی رحلت کو ایک عظیم سانحہ قرار دیا ہے۔ مولانا نے کہا کہ حضرت مولانا ایک طرف امیر شریعت بہار، اڑیسہ، و جھارکھنڈ کے عظیم عہدہ پر فائز تھے تو دوسری طرف وہ ہندوستانی مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے جنرل سکریٹری کے منصب کا حق بخوبی نبھار ہے تھے۔ وہ جہاں جامعہ رحمانی مونگیر کے میر کارواں اور خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں تھے، وہیں وہ رحمانی فاؤنڈیشن کے ذریعہ مختلف سماجی اور رفاہی کاموں میں مصروف عمل تھے اور ان سب کے ساتھ وہ رحمانی 30 جیسے ادارہ کے ذریعہ قوم کے باصلاحیت نوجوانوں کو ٹیکنیکل اور پروفیشنل میدانوں کے لئے تیار کرنے میں پوری تندہی سے لگے تھے۔ مولانا اجمل نے کہا کہ ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی نور اللہ مرقدہ جیسی خوبیوں کے مالک ہوں کیوں کہ وہ ایک باصلاحیت عالم دین، شاندار مقرر، کہنہ مشق مضمون نگار اور صاحب نسبت بزرگ ہونے کے ساتھ ملکی، سیاسی اور سماجی حالات پر گہری نگاہ رکھکر اس کے مطابق لائحہ عمل تیار کرنے والے مفکر، مدبر اور دانشور بھی تھے۔ مولانا اجمل نے کہا کہ مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ مختلف پلیٹ فارموں سے اپنی ہمہ جہت خدمات اور عظیم کارناموں کے لئے ہمیشہ یاد کئے جائیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مولاناؒ نے مسلم پرسنل لاء بورڈ کو مزید متحرک بنانے، اس کے میدان عمل کو وسیع تر کرنے نیز زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس پلیٹ فارم سے منسلک کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور امت پر آنے والے مسائل اور اس کے خلاف ہونے والے اقدام کا خوب تر مقابلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امیر شریعتؒ کا سانحہ ارتحال یقیناً ہندوستان کے لئے اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے کیوں کہ وہ ایسے وقت میں ہمیں چھوڑ گئے جب ان کی ضرورت زیادہ تھی۔ آج جب ملک میں فسطائیت کا کھیل جاری ہے اور ملک کی فضا کو نفرت کے زہر سے مسموم کیا جارہا ہے، ایسے وقت میں حضرت مولاناؒ جیسے بے باک اور صاف گو لوگوں کی اس ملک کو سخت ضرورت تھی۔ بہر حال ہر ایک کو مقررہ وقت پر اس دنیا سے جانا ہے، اسلئے وہ ہم سے جدا ہو گئے۔ ہم اللہ سے دعاء کرتے ہیں کہ وہ ان کی مغفرت تامہ فرمائے، ان کے متعلقین کو صبر جمیل عطا کرے، نیز پوری امت اور بالخصوص مسلم پرسنل لاء بورڈ اور امارت شرعیہ جیسے اداروں کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ (آمین)۔

مولانا ولی رحمانی ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے: مفتی عتیق بستوی

النور فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام منعقدہ تعزیتی اجلاس میں علماء و دانشوران کا خراج عقیدت

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری اور امارت شرعیہ بہار کے امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحبؒ کے سانحۂ وفات سے ملت اسلامیہ ہندیہ ایک ایسے ہمہ جہت صلاحیتوں کے مالک قائد و رہنما سے محروم ہوگئی۔ جو پوری جرأت کے ساتھ حق بات کہتے اور کبھی کسی سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ ۱۹۷۲ء میں جب آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تشکیل کا مرحلہ چل رہا تھا اسوقت سے وہ اپنے والد مولانا منت اللہ رحمانی صاحب جو بورڈ کے بانیوں میں ہیں کے ساتھ ملکر بورڈ کے کاموں کو انجام دے رہے تھے۔ اور جب سے بورڈ کے جنرل سکریٹری منتخب ہوئے اسکے بعد سے بورڈ کے اندر گویا نئی روح پھونک دی۔ ان خیالات کا اظہار ندوۃ العلماء کے سینئر استاد اور دارالقضا کمیٹی کے کنوینر مفتی عتیق بستوی نے النور سوشل کیئر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ممتاز پی جی کالج لکھنؤ میں منعقد ہونے والے تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ انکے دور میں دارالقضا کا کام بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھا۔ بورڈ کے سکریٹری معروف سینئر وکیل ظفریاب جیلانی نے کہا: مولانا محمد ولی رحمانی نہایت بے باک اور دوررس عالم دین ہونے کے ساتھ ہی سیاسی بصیرت کے حامل تھے۔ انکے جیسا باشعور، مختلف میدانوں میں قائدانہ کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھنے والا عالم دین اب نظر نہیں آتا۔ انہوں نے کہا کہ ایک موقعہ پر سپریم کورٹ کے جج جسٹس کاٹجو کو بھی مولانا کے مضبوط اسٹینڈ کے سامنے اپنا فیصلہ واپس لینا پڑا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک سب سے اہم بات جو ہمیں انسے سیکھنے کو ملی وہ یہ کہ ہمیں نوجوانوں سے کونسی بات کس وقت اور کس طرح کہنی ہے۔ پروگرام کے کنوینر النور فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری مولانا نجیب الرحمٰن ململی ندوی نے کہا کہ مولانا کی ایک بہت بڑی خوبی خورد نوازی تھی۔ ملت کا کام کرنیوالا ادنی درجہ کا شخص انسے ملتا تو وہ بھرپور حوصلہ افزائی کرتے اور ہمیشہ اسے یاد رکھتے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا کے اندر جہاں ایک طرف ملی قیادت کا ملکہ تھا وہیں آپکو علوم شرعیہ پر بھی دسترس حاصل تھا اور ساتھ ہی آپ بہترین قلم کار بھی تھے۔ مسلم لیگ کے ریاستی صدر ڈاکٹر عبدالمتین نے کہا کہ مولانا کی سیاسی بصیرت کو اجاگر کرکے اس سے خصوصی طور پر فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب بھی ہم لوگوں نے کسی مسئلہ پر تنہائی میں انہیں متوجہ کیا اسکو انہوں نے اہمیت دیتے ہوئے بورڈ کی میٹنگوں میں اٹھایا۔ آل انڈیا ملی کونسل مشرقی اتر پردیش کے معاون جنرل سکریٹری امیر خالد خان نے کہا کہ مولانا کا حافظہ نہایت مضبوط تھا۔ بورڈ کی میٹنگوں کے موقعہ پر انسے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ جماعت اسلامی ہند مشرقی اتر پردیش کے سکریٹری جناب صابر خان کہا کہ مولانا کی شخصیت پوری ایک انجمن تھی انکے رخصت ہوجانے سے ایک ناقابل تلافی خلاء پیدا ہوگیا ہے۔ قاری شاہ فیصل نے منظوم خراج عقیدت پیش کرکے شرکاء کو آبدیدہ کردیا۔ آخر میں حاضرین نے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھ کر مرحوم کیلئے ایصال ثواب اور مغفرت و رفع درجات کی دعائیں کیں۔ اس موقعہ پر موجود لوگوں میں ممتاز پی جی کالج کے پرنسپل جناب عبدالرحیم صاحب، اسلامیہ کالج کے پرنسپل جناب جمال محمد خاں، مولانا علاء الدین ندوی، ایڈوکیٹ محمد اسلم، مفتی جنید احمد ندوی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

اہم شخصیات کے تاثرات

☆ بہت افسوس ناک خبر ہے، جو ڈر تھا وہی ہوا، ان سے مسلم پرسنل لا بورڈ کو بہت طاقت ملتی تھی، وہ مسئلوں کو حل کر رہے تھے، امت کی قیادت کر رہے تھے۔ (مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)

☆ مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی شخصیت جرأت، بے باکی اور حق پرستی کی مثال تھی، وہ قوم و ملت کے لیے مضبوط ستون کی حیثیت رکھتے تھے۔ (مولانا مشہود قادری ندوی پرنسپل مدرسا اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ)

☆ حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کے انتقال کی خبر سے بہت غمزدہ ہوں، ان کا نام بہار اور ملک کے مشہور عالم دین میں شمار ہوتا تھا۔ (نتیش کمار وزیر اعلیٰ بہار)

☆ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب آج آپ بھلے دنیا سے رخصت ہو گئے، لیکن آپ کی تحریکات، آپ کی تحریریں، علم و عمل ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ (لالو پرشاد یادو سابق وزیر اعلیٰ بہار)

☆ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا محمد ولی رحمانی کے انتقال کی خبر سے کافی غم ہوا، خدا اس غم کی گھڑی میں ان کے اہل خانہ اور محبین کو مصیبت کو برداشت کرنے کا حوصلہ دے۔ (پرینکا گاندھی آل انڈیا کانگریس پارٹی)

☆ مولانا رحمانی سے امت کو بہت فائدہ پہونچ رہا تھا، وہ دین کی خدمت کرنے کے ساتھ ہی قوم کے سبھی مسئلوں کو حل کرتے تھے، ان کے دنیا سے چلے جانے سے امت کو کافی نقصان ہوا ہے۔ (زماں خان وزیر برائے اقلیتی فلاح حکومت بہار)

☆ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے امارت شرعیہ کے امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کی وفات کی خبر سے صدمہ میں ہوں، اکثر ان کی رہنمائی ملتی رہتی تھی، اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ان روح کو سکون عطا کرے۔ (اشوک چودھری وزیر تعمیرات حکومت بہار)

☆ مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی وفات ہم سب کا بڑا خسارہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے، وہ بڑے مدبر اور صاحب فہم و فراست تھے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے لیے ان کے کارنامے غیر معمولی ہیں، اور ان کے پایے کا آدمی ملنا ناممکن ہے۔ (اسدالدین اویسی صدر اے آئی ایم آئی ایم)

☆ آپ کی عظیم شخصیت شریعت و طریقت کی جامع، علم و عمل کا سنگم، رھبان باللیل و فرسان بالنہار کی مصداق تھی، موجودہ وقت میں ملت اسلامیہ ہندیہ کے سلگتے و سنگین مسائل کے لیے آپ کی کوششیں تاریخ کا ایک سنہرا باب ہیں، جس کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کا سانحہ ارتحال پوری امت اسلامیہ کے لیے بالعموم اور بالخصوص ہندی مسلمانوں کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ (مولانا محمد شعیب اللہ خان مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور)

☆ امیر شریعت ملک اور ملک کے اقلیتی طبقات کے مسائل کے تئیں کافی حساس تھے، وہ مسلمانوں میں اتحاد کے داعی تھے اور مسلم پرسنل لا کے مسائل کو مضبوطی سے اٹھاتے تھے۔ (مولانا رضوان احمد اصلاحی امیر جماعت اسلامی حلقہ بہار)

☆ امارت شرعیہ کے امیر شریعت مولانا ولی رحمانی صاحب کی وفات کی خبر سن کر مجھے دلی صدمہ ہوا ہے، آپ ایک معروف مذہبی عالم دین تھے، خدا سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کی مغفرت فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام دے۔ (تیجسوی یادو لیڈر حزب اختلاف)

☆ امارت شرعیہ کے امیر شریعت و آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کی وفات کی خبر بیحد غمناک ہے، اللہ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (خورشید احمد صدیقی راشٹریہ جنتا دل)

☆ حضرت مولانا ولی رحمانی صاحب بڑے عالم دین تھے سماج کے لیے ان کی قربانی ناقابل فراموش ہے، اللہ انہیں جنت نصیب کرے۔ (سلیم پرویز سابق ڈپٹی اسپیکر بہار قانون ساز کاؤنسل)

☆ مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کے انتقال سے کافی صدمہ ہوا، عمر کے اس مقام پر مذہبی اور سماجی کام نئی نسل کو حوصلہ دینے والا ہے، بہار ایک عظیم شخصیت سے خالی ہوگیا۔ (اشفاق رحمان جنتا دل راشٹروادی پارٹی)

☆ بہار ایک مہان سپوت سے محروم ہوگیا۔ (انوار الہدیٰ جنرل سکریٹری مسلم مجلس مشاورت)

☆ مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی وفات ملک اور ملت کے لیے بڑا نقصان ہے، وہ اسلامی اسکالر کے ساتھ ساتھ ملک میں سماجی ہم آہنگی برقرار رکھنے کے لیے بھی ہمیشہ فکرمند رہتے تھے۔ (اعجاز احمد راشٹریہ جنتا دل)

☆ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کے انتقال سے کافی غم ہوا وہ ایک مذہبی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر تعلیم بھی تھے، تعلیم کے میدان میں ان کے کاموں کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ (ظفر احمد غنی زیڈ اے اسلامیہ کالج سیوان)

☆ میرے اوپر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے، حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب ہندوستان کے مسلمانوں کے مضبوط ستون تھے، فی الحال ان کی کمی کا پورا ہونا ممکن نہیں ہے۔ (عبدالباقی جنرل سکریٹری الپ سنکھیک پرکوشٹھ جنتا دل یونائیٹڈ)

☆ حضرت مولانا ولی رحمانی صاحب کا ملک و قوم اور ملت پر بے شمار احسان ہے، وہ مجبور و بے بس لوگوں کے لیے امید کی کرن تھے۔ (ریاض احمد راشٹریہ جنتا دل)

☆ مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کے وفات پر گہرا رنج ہوا ہے، جب میں بہار کانگریس کا ذمہ دار تھا، تب ان سے شناسائی ہوئی تھی، اس وقت سے میرے ان کے ساتھ قریبی تعلقات تھے، وہ اسلامی اسکالر تو تھے ہی لیکن اس کے ساتھ ہی معروف سماجی خدمت گار بھی تھے، اللہ تعالیٰ انہیں جنت عطا کرے۔ (دگوجے سنگھ آل انڈیا کانگریس پارٹی)

☆ امیر شریعت کے کارنامے اور خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ ایک دور اندیش، فعال، متحرک، مردم شناس، حاضر جواب اور قوم کا دردمند ترجمان تھے، ان کی قربانیاں ہمیں بار بار یاد آئیں گی۔ ان کی رحلت عالم اسلام کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے، جن کی کمی کا احساس امت مسلمہ کو صدیوں تک ہوتا رہے گا۔ (مولانا مطیع الرحمٰن سلفی مدنی)

☆ وہ ایک دماغ جس میں سوزش بھی تھی، سوزش بھی تھی، غیرت بھی تھی، حمیت بھی تھی اور ندامت بھی، لوگ اس دماغ سے انشراح کی دولت پاتے تھے، مسائل کی گتھیاں سلجھتی تھیں، ایک بھروسا تھا، اعتماد بھی، آج غور کرتا ہوں تو میرے ہاتھ خالی ہیں۔ اے رب قدیر تو ہی پاسبان ملت ہے۔ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مرحوم و مغفورؒ کا نعم البدل پیدا کردے۔ اس نقصان عظیم کو اپنے دست قدرت سے سنبھالہ عطا کردے۔ (مولانا ابو طالب رحمانی)

☆ مولانا ولی رحمانیؒ درویش صفت عالم دین، قدیم و جدید کے سنگم اور حالات پر گہری نظر رکھنے والے قائد اور بے باک رہنما تھے، ایسی شخصیتیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ (حافظ حامد الغازی صدر اعلیٰ انجمن اسلامیہ جمہوریہ)

تھی اس کے دم سے جیسی زمانے میں روشنی — لگتا ہے لوٹ کر وہ زمانہ نہ آئے گا
ابھریں گی بالیقیں بہت سی قیادتیں — لیکن ولی کے جیسا دیوانہ نہ آئے گا

(جمیل اختر شفیق)

تعزیتی پیغامات و بیانات

محمد عادل فریدی

زیب سجادہ خانقاہ مجیبیہ حضرت مولانا سید شاہ آیت اللہ قادری کا تعزیت نامہ

ابھی یہ افسوس ناک خبر موصول ہوئی کہ مولانا محمد ولی رحمانی صاحب سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر و امیر شریعت امارت شرعیہ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اللہ تعالیٰ مولانا رحمہ اللہ کو غریق رحمت کرے اور ان کی دینی و روحانی خدمات اور مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے، ان کی سئیات کو حسنات میں تبدیل کر کے کامل مغفرت فرمائے، اور جملہ پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین

شریک غم
محمد آیت اللہ قادری
خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف

صدر جمعیۃ علماء ہند حضرت مولانا سید ارشد مدنی کا اظہار غم

خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں، امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ، و جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے انتقال پر ملال پر صدر جمعیۃ علماء ہند مولانا سید ارشد مدنی نے اپنے گہرے رنج ودکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اعتدال، توازن، توسع اور کشادہ نظری مولانا مرحوم کا امتیازی وصف تھا۔ وہ ملت کے ہر طبقہ میں مقبول اور ہر دلعزیز تھے۔ ایسی شخصیت کا داغ مفارقت دے جانا بلاشبہ ایک عظیم سانحہ ہے، اپنے پرانے دنوں کو یاد کرتے ہوئے مولانا مدنی نے طالب علمی کے دوران مولانا ولی رحمانی کے ساتھ گزارے ہوئے دنوں کو یاد کیا اور کہا کہ دار العلوم کے طالب علمی کے دوران وہ میرے ساتھی بھی تھے اور ان کی صلاحیت اسی زمانہ سے اجاگر ہو رہی تھی، فراغت کے بعد مجھے ان کے ساتھ رہنے کا موقع نہیں ملا لیکن بعد میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کی میٹنگوں میں مولانا مرحوم جس زمانہ میں اس کے جنرل سکریٹری تھے انہیں دیکھنے اور سننے کا موقع ملا اور تب یہ عقدہ بھی ہم پر کھلا کہ وہ ایک بہترین منتظم بھی ہیں، مولانا مدنی نے کہا کہ مولانا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی پالیسی کے مطابق ہی بورڈ کی میٹنگ کو بہت ہی اچھے انداز میں چلاتے تھے، تمام لوگوں سے گفتگو کرنا بورڈ کے پروگراموں کو مؤثر طریقہ سے چلانا اور لوگوں کے سوالوں کا جواب دینا یہ تمام خوبیاں ان کے اندر بدرجہ اتم موجود تھیں، اور اپنی ان تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلم پرسنل لاء بورڈ کے اغراض ومقاصد کو آگے بڑھانے کی کوشش کی۔ مولانا رحمانی کی اچانک رحلت نے لاکھوں لوگوں کو سوگوار کر دیا ہے، مگر خصوصا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر وسرپرست حضرت مولانا سید رابع حسنی ندوی صاحب کے لئے یہ ایک بہت بڑا حادثہ ہے۔ میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بورڈ کو مولانا مرحوم کا نعم البدل عطاء فرمائے اور حضرت مولانا کی سرپرستی اور صدارت میں بورڈ مزید ترقی کرے، بارگاہ خداوندی میں دعا ہے کہ اللہ ان کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کی نگہبانی فرمائے۔

امیر شریعتؒ کی وفات ملت اسلامیہ کا بڑا نقصان: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ایسا حادثہ ہے جس کی تلافی بظاہر بہت دشوار ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو گہرے علم، وسیع مطالعہ، خوبصورت قلم، شائستہ زبان کے ساتھ ساتھ قائدانہ صلاحیت اور اس سے بڑھ کر قائدانہ جرأت وہمت سے نوازا تھا، وہ حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کے صرف نسبی وارث ہی نہیں تھے، بلکہ غیر معمولی جرأت اور حسن تدبر میں بھی ان کے سچے اور پکے جانشیں تھے، انہوں نے بہت کامیابی کے ساتھ اپنے دادا حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کے لگائے ہوئے پودے جامعہ رحمانی مونگیر کو ایک سایہ دار تناور درخت بنا دیا، تزکیہ واحسان کی نسبت سے خانقاہ رحمانی مونگیر کے حلقہ کو وسعت دی، وہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تاسیس کے وقت سے اس میں شریک تھے، حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کی وفات کے بعد اس کے سکریٹری منتخب ہوئے، اور حضرت مولانا سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد باتفاق رائے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے ان کا انتخاب عمل میں آیا۔ ان کا یہ دور ہندوستان کے موجودہ حالات کی وجہ سے بہت ہی شورش اور آزمائش کا دور تھا، اور انہوں نے تدبر، حوصلہ مندی اور جرأت کے ساتھ ان حالات کا سامنا کیا اور ملت کے سفینہ کی ناخدائی کرتے رہے، انہوں نے قضاء کے نظام کو ملک کے چپہ چپہ میں پھیلایا، اصلاح معاشرہ کی کوششوں کو ایک تحریک بنا دیا، قانون شریعت کی تفہیم کی کوششوں کو فروغ دیا، اور ہر کام میں اپنے رفقاء کو ساتھ رکھا، وہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ساتویں امیر شریعت منتخب ہوئے اور مختصر وقت میں اس کے تمام شعبوں کو منظم اور منضبط کرنے کی کامیاب جدوجہد فرمائی، عصری تعلیم کے میدان میں رحمانی تھرٹی کے ذریعہ انہوں نے جو خدمت انجام دی وہ ایک بڑا اور مثالی کارنامہ ہے۔ یقیناً ان کی وفات ملت اسلامیہ کے لیے نہایت صدمہ انگیز واقعہ ہے، اس حقیر کو ان سے تلمذ کا شرف بھی حاصل تھا، اس لیے یہ میرے حق میں ذاتی نقصان بھی ہے، دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے، امت کو ان کے بدل سے نوازے اور جن کاموں کو انہوں نے شروع کیا تھا وہ سارے کام جاری وساری رہیں۔ آمین

صاحب بصیرت اولوالعزم ملی قائد سے امت محروم ہوگئی: مولانا محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی حمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر اپنے دلی صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امیر شریعت کے سانحہ ارتحال سے پورا ملک وملت رنج وغم میں مبتلا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک غیر معمولی غمناک دینی ملی علمی اور انسانی فکری سانحہ ہے، آپ کی مدبرانہ وقائدانہ اور مفکرانہ صلاحیتوں سے پورے عالم اسلام کو روشنی ملتی رہی ہے، آپ کی وفات حسرت آیات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ یقیناً برسوں میں بھی پر نہ ہو سکے گا۔ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ نہ صرف ملک کی عظیم ملی تنظیم آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری، امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت اور ہندوستان کی مشہور وبافیض خانقاہ، "خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں، رحمانی تھرٹی، جامعہ رحمانی کے سرپرست وذمہ دار تھے، بلکہ ملک کے سیکڑوں دینی ملی وتعلیمی اداروں کو آپ کی سرپرستی ورہنمائی حاصل تھی، آپ کی، دینی بصیرت، سیاسی دور اندیشی، فکری بلندی اور جرأت وبے باکی سے ہر قدم پر ملت کو مضبوط رہنمائی نصیب ہوتی رہی، جب بھی ملت پر کوئی افتاد پڑی، ایوان حکومت وعدالت کی طرف سے شریعت پر کوئی آنچ آئی، اور دین وشریعت کو کسی پہلو سے نقصان پہونچانے کی کوشش ہوئی تو اس کے خلاف موجودہ وقت میں سب سے پہلے جس کی جرأت مندانہ آواز بلند ہوئی، وہ آپ ہی کی مبارک ذات تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشکل حالات میں ملت کی کامیاب رہنمائی کرنے اور الجھے ہوئے مسائل ومشکلات حل کرنے کی انمول صلاحیتوں سے نوازا تھا، ہر نازک موقع پر عوام وخواص کی نگاہ آپ کی طرف اٹھتی اور آپ کے حکیمانہ فیصلوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے پوری ملت تیار رہتی، اس عظیم سانحہ سے جہاں بہت سی تنظیمیں اور ادارے غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے ہیں وہیں امارت شرعیہ کا بھی ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ آپ نے اپنے دور امارت میں جس فکرمندی، حوصلہ مندی اور دردمندی کے ساتھ امارت شرعیہ کی آبیاری کی، اس کے تمام شعبوں کی وسعت وترقی کے لئے عملی رہنمائی فرمائی، اور امارت شرعیہ کو بلندی ومقبولیت کے جس مقام پر پہونچایا، اس کے تذکرہ کے بغیر کبھی امارت اور ملت کی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی، آپ کی وفات پر ملک اور بیرون ملک کی ممتاز شخصیات نے جس انداز میں اظہار تعزیت کی ہے، اس سے اس بات کا صاف اندازہ ہوتا ہے کہ موجودہ وقت میں آپ کی ذات ملت اسلامیہ کے لئے ایک بڑا اسہارا تھی، آپ کی وفات سے امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران وکارکنان گہرے صدمے میں ہیں، جتنے دنوں حضرت امیر شریعت اسپتال میں زیر علاج رہے امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان مستقل خدمت وخبر گیری میں لگے رہے، اور جونہی اس سانحہ کی خبر ملی تو اسپتال پہنچ کر حضرت کا آخری دیدار کیا، ملک کے مختلف ملی ودینی اداروں اور تنظیموں کے ذمہ داروں نے بھی اس سانحہ پر گہرے رنج والم کا اظہار کیا، اور کہا ہے کہ اس وقت جبکہ ملک کے حالات دن بدن ناگفتہ بہ ہوتے جا رہے ہیں، حضرت امیر شریعت جیسی قد آور دور اندیش اور بابصیرت شخصیت کی ملت کو سخت ضرورت تھی، افسوس کہ ایسے نباض دینی وسیاسی بصیرت رکھنے والی شخصیت سے ملت اچانک محروم ہوگئی، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے مصیبت کی اس گھڑی میں عوام وخواص سے صبر وثبات کی تلقین کرتے ہوئے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ یہ یقیناً بہت بڑا ملی سانحہ ہے، لیکن قضا وقدر کے فیصلوں پر راضی رہنا بھی ایمان کا تقاضہ ہے، حضرت کے لیے بہتر سے بہتر علاج کی تدبیریں کی گئی مگر تقدیر تدبیر پر غالب رہی اور جانبر نہ ہو سکے۔ ایسے موقع پر ہم سب کو صبر وتحمل سے کام لینا چاہیے اور دل سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے، اور ملت اسلامیہ کو آپ کا نعم البدل نصیب ہو۔

جمعیۃ علماء اڈیشہ کا تعزیتی پیغام

انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ پاک حضرت اقدس امیر شریعت وجنرل سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ سید مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نور اللہ مرقدہ کو غریق رحمت فرمائے، اور حضرت کی تمام دینی وتنظیمی خدمات کو قبول فرما کر رفع درجات کا ذریعہ بنائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ مرحمت فرمائے اور حضرت کے رخصت کر جانے سے امت وملت کو جو نقصان ہوا ہے، باری تعالیٰ اس کی تلافی کی کوئی سبیل پیدا فرما کر امت پر احسان فرمائے۔ آمین

قائد گلشن جلال مفتی محمد جمال قاسمی بھونیشور

مسئولہ ومنس ونگ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ڈاکٹر اسماء زہرا کا تعزیتی بیان

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحبؒ کی ہمہ جہت، بابصیرت، حکمت ودانائی اور حوصلہ وہمت وعزائم سے پر شخصیت تھی، اسلامی علوم میں ہر علوم، سیاست، انتظامیہ اور مسلمانوں کی تعلیمی، معاشی، سماجی صورتحال پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اسلام دشمن طاقتوں اور شریعت کے مخالفین کو بروقت دنداں شکن جواب دینے کی بھرپور صلاحیت تھی، مسلمانوں کا اتحاد برقرار رکھنے اور انہیں اجتماعی قوت میں ڈھالنے کے لیے مولانا نے بے پناہ جدوجہد کی۔ ایسے وقت میں جبکہ الزام تراشیوں اور حکومت کے پیرو ہونے کا عام الزام ملی قائدین پر لگ رہا تھا، ایسے نازک وقت میں تمام مسالک، مدارس، مکتبہ فکر اور جماعتوں کو اعتماد میں لیتے ہوئے متحد رکھنے کا عظیم کارنامہ انجام دیا۔ مولانا محترم نے مسلمانوں کو اس جمہوری ملک میں جینا سکھایا، اور اپنے ایمان اور شناخت کے ساتھ دستوری حقوق حاصل کرنے کا سلیقہ اور طریقہ بتلایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کا نعم البدل اس ملت کو عطا کرے اور یہ جگہ کسی مناسب بے لوث، مخلص قابل قیادت سے پورا کرے اور مولانا محترم کی ہر منزل آسان فرمائے اور جنت کے اعلیٰ درجے میں ان کا مقام فرمائے۔

ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی

حضرت امیر شریعتؒ کی وفات پر امین عام جامعہ مظاہر علوم مولانا سید محمد شاہد الحسنی کا اظہار تعزیت

حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ کے حادثۂ انتقال نے دل ودماغ کو بہت متاثر کیا، وہ ایک بڑے علمی ودینی گھرانے کے فرد فرید تھے، چنانچہ مولانا رحمانی مرحوم کی دینی وعلمی تعلیم اور فراغت اگرچہ دار العلوم دیوبند کی ہے، مگر ان کے جد امجد مولانا محمد علی مونگیری (بانی ندوۃ العلماء) آج سے ایک سو اڑتالیس سال قبل جامعہ مظاہر علوم کے سند یافتہ وفارغ تھے، حضرت مولانا مونگیریؒ نے ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۵ء میں حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوری سے دورۂ حدیث شریف پڑھا تھا۔ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مرحوم نے زندگی بھر خاص طور سے اپنے والد ماجد حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کی وفات کے بعد ملک وملت کی جو بیش بہا خدمات انجام دیں وہ نہ تو کبھی فراموش کی جا سکتی ہیں، اور نہ ہی ان کے اثرات وثمرات کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مولانا مختلف جہتوں سے خدمت خلق کا فریضہ انجام دے رہے تھے، اسلامیان ہند کو ان سے بڑی تقویت حاصل تھی۔ یہ احقر اپنی اور جامعہ مظاہر علوم کی طرف سے ان کے صاحبزادگان اور اہل خانہ کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی، علمی، قومی وملی خدمات کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

Scanned with CamScanner

حضرت امیر شریعت کی معیت میں ایک یادگار نماز جمعہ

مفتی محمد نظر الباری الندوی

حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر کی وفات سے تقریبا پونے دو ماہ قبل اچانک ذہن میں یہ بات آئی کہ حضرت کو اپنے یہاں تشریف لانے کی زحمت دی جائے اور پھر اسکو عملی جامہ پہنانے کے لیے میں نے حضرت سے رابطہ کیا حضرت نے جس بزرگانہ شفقت سے اپنی آمد کو یقینی بنایا اور منظوری دی جسکی حلاوت وچاشنی اب تک قلب وجگر میں موجود ہے اب جبکہ حضرت اللہ تعالی کے پیارے ہوگئے دار فانی سے دار ابقاء کی طرف کوچ کر گئے حضرت کی معیت میں وہ نماز جمعہ اور حضرت کے وہ ارشادات وہدایات پھر ذہن میں ابھر کر سامنے آگئے اور مزید تازہ ہوگئے اس حقیر اور اس حقیر کے آباء واجداد کا حضرت اور حضرت کے خانقاہ و خاندان سے قدیم ترین رشتہ رہا ہے وفات سے ایک ماہ انیس دن قبل میرے یہاں تشریف لائے اس تعلق سے حضرت سے جو باتیں ہوئیں، وہ تحریر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے رابطہ کیا حضرت نے آنے کی دعوت قبول فرمایا اور ساتھ ہی مندرجہ ذیل کلماتِ ارشاد فرمائے جو حسب ذیل ہیں۔

کوئی انتظام نہیں کیجئے گا، کوئی پنڈال نہیں بنوایئے گا، کوئی گیٹ نہیں لگوایئے گا، کوئی اسٹیج نہیں بنوایئے گا، کوئی پھول پتی نہیں لگوایئے گا، کوئی نعرہ نہیں لگوایئے گا، لوگوں کو اطلاع دے دیں، اللہ تعالی سے آپ دعا کریں کہ کچھ مفید باتیں کہلادے۔ خواتین ایک طرف پردہ میں ہوں، مرد حضرات دوسرے طرف ہوں۔ مفتی صاحب حیات باقی رہے گی، ضرور آؤں گا۔

یہ سب باتیں آمد سے تقریبا پانچ دن قبل ہی سے فرما رہے ہیں پھر آمد سے ایک دن قبل بروز جمعرات کو حضرت کا فون آتا ہے، سلام اور خیریت کے بعد فرماتے ہیں: ''مفتی صاحب کل جمعہ ہے، میرے ذہن میں یہ بات آرہی ہے کہ نماز جمعہ آپ ہی کی مسجد میں ادا کروں یہی بہتر ہے، میں کوشش کروں گا، جلدی جلدی کام کو سمیٹ لوں، جمعہ کی تقریر آپ جاری رکھیں گے، تھوڑا وقت بڑھالیں، درمیان تقریر ہی اللہ تعالی نے چاہا تو حاضر ہو جاؤں گا۔

مزید حضرت نے فرمایا چونکہ آپ مسجد کے اندر ہونگے رابطہ کے لیے باہر ایک شخص کو متعین کر دیں، جو آپ کو میری آمد کی ضروری اطلاع دیتا رہے، میں نے حضرت سے دن کے طعام کی درخواست کی، حضرت فرمانے لگے کبھی کبھی بغیر طعام کے بھی دین کا کام کرنا چاہئے، میں نے پھر درخواست کی اور کہا یہ میرے لیے سعادت کی بات ہوگی۔ اب حضرت فرمانے لگے۔ ''ان جھمیلوں میں آپ نہ لگیں گھر کے کسی آدمی کو یہ ذمہ داری دے دیں۔ آپ اپنی پوری توجہ مدرسے میں پروگرام کی طرف رکھیں، بس دعا کیجئے اللہ تعالی وقت پر پہونچادے۔

آنے والے دن ۱۲/فروری ۲۰۲۱ء بروز جمعہ بعد نماز فجر تقریبا آدھ گھنٹے بعد حضرت کا فون آیا فرمانے لگے مفتی سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ اور مفتی انظار عالم قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ کو آپ کی معاونت کے لیے بھیج رہا ہوں، ہوسکتا ہے ٹریفک کی وجہ سے میری آمد میں تاخیر ہوجائے، آپ بالکل نہ گھبرائیں، اللہ تعالی سے دعا فرمائیں، حیات باقی رہی میں ضرور آؤں گا۔ لوگوں میں اعلان فرمادیں محمد ولی رحمانی کے ساتھ پالی کے سب لوگ مرکزی جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں۔

میں حضرت امیر شریعت کی ہدایات کی روشنی میں مکمل تیاریوں میں مصروف ہوگیا مفتی سہراب ندوی اور مفتی انظار عالم قاسمی وقت پر تشریف لے آئے اور حضرت امیر شریعت کی آمد مین ٹریفک کی وجہ سے تاخیر ضرور ہوئی، جسکا حضرت کو قبل سے اندیشہ تھا لیکن یہاں کے لوگ اور قرب وجوار کے باشندے حضرت کے انتظار میں پورے صبر وتحمل کے ساتھ مسجد میں جمے رہے جس میں مفتی توحید مدرسہ رحمانیہ سوپول، مولانا اعجاز احمد سابق چیرمین مدرسہ بورڈ اظہار احمد جمال پور، مولانا عطاء اللہ ندوی، مولانا عبدالخالق، مولانا شعیب عالم قاسمی امارت شرعیہ مولانا فخرالدین مدرسہ رحمانیہ سوپول، مولانا قمر عالم قاسمی منی موپتہ، مولانا بشارت کریم دارالعلوم قرۃ العین فاطمہ وغیرہ اہم شخصیات بھی تشریف فرما تھے۔

تقریبا سوا تین بجے جمعہ کی نماز لوگوں نے حضرت امیر شریعت کی معیت اور حضرت ہی کے حکم سے میری امامت میں ادا کی۔ بعد نماز آپ نے ایک پرمغز بصیرت افروز خطاب فرمایا جس میں آپ نے اتحاد واتفاق جمعہ کی اہمیت وافادیت پر مکمل بحث کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا مولانا مفتی محمد نظر الباری الندوی امارت شرعیہ گھنشیام پور کے صدر ہیں، امیر شریعت بھی ان کی باتوں کو مانتے ہیں، آپ لوگ بھی ان کی باتوں کو مانیں۔ آپ نے زور دے کر فرمایا کہ لاک ڈاؤن سے پہلے آپ باشندگان پالی جس طرح اس جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کر رہے تھے اسی طرح ادا کریں۔ اس سے اسلام کی شان وشوکت کا اظہار بھی ہے اور غیروں کو اپنی اجتماعی قوت کا احساس بھی دلانا ہے، بقیہ پنج وقتہ نمازیں اپنے اپنے محلے کی مسجدوں میں پڑھیں لیکن جمعہ کی نماز سب لوگ ایک ہی جگہ اس طرح پڑھیں کہ جامع مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی ہو، جگہ کی تنگی ہو تو دو منزلہ تین منزلہ، چھ منزلہ بنانے کی فکر کریں۔

بعد از طعام حضرت نے عصر کی نماز بھی اسی مسجد میں ادا کی پھر مدرسہ اسلامیہ پالی تشریف لے گئے وہاں قبل سے موجود حاضرین سے نہایت ہی اہم اور قیمتی خطاب فرمایا جس میں ابتدائی دینی تعلیم والدین کی بچوں کے تعلق سے شرعی ذمہ داریاں نیک اور صالح معاشرہ کی تشکیل دین میں استقامت تحفظ اردو سے متعلق اہم اور ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی، پھر میری درخواست پر مدرسہ کے دفتر اہتمام میں تشریف لائے کچھ اہم ضروری باتیں ہوئیں، مدرسہ کا معائنہ لکھا، دعائیں کیں اور حضرت کو سب لوگوں نے نمناک آنکھوں سے رخصت کیا، میں نے مدرسہ کے بچوں کی دستار بندی کے موقع سے پھر حاضری کی درخواست کی آپ نے فرمایا حیات باقی رہی تو ضرور آؤں گا۔

کون جانتا تھا یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہاں کا آخری سفر ہے۔ جیسے ہی حضرت کے انتقال پرملال کی اطلاع یہاں پہونچی، ایک اندھرا سا چھا گیا، میرا دل و دماغ گویا ماؤف ہوگیا اور ہماری اس بستی میں بھی لوگ غم میں ڈوب گئے۔ گویا پوری قوم یتیم ہوگی اور کیوں نا ہو حضرت کی شخصیت ایک بے باک شخصیت تھی، حکومت وقت سے بھی آنکھ میں آنکھ ملاکر بات کرنا آپ جانتے تھے۔

آپ کی وفات سے ملت اسلامیہ ہندیہ ایک بے باک قائد، دینی، علمی، روحانی اور بافیض پیر طریقت سے محروم ہوگئی۔ اللہ تعالی حضرت کے درجات کو بلند فرمائے، حسنات کو قبول فرمائے امت کو نعم البدل عطاء فرمائے، اھل خانہ، محبین، متوسلین ومریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

لیکن یہ نظام الہی ہے ہر شخص کو اس دار فانی سے دار ابقاء کی طرف کوچ کرنا ہے موت یقینی ہے شروع سے ایسا ہی ہوتا آرہا ہے ہر شخص کا وقت متعین ہے، ہماری ذمہ داری ہے کہ حضرت امیر شریعت رحمت اللہ علیہ نے جن نیک کاموں میں اپنی زندگی کھپا دی اور جس صالح معاشرہ کی تعمیر وتشکیل میں لگے رہے، ہم آپ کے اس مشن کو زندہ رکھیں اور آپ کے ان ادھورے کاموں کو جن کو آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں شروع کیا تھا، پوری ہمت کے ساتھ تکمیل تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کریں۔

وفات کی خبر کے بعد

مولانا شمیم اکرم رحمانی

کورونا ویکسین لینے کے بعد جب طبیعت مزید بگڑی تو امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی پٹنہ کے ایک پرائیویٹ ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہوئے، جہاں سے کبھی صحت کے بگڑنے کی تو کبھی روبہ صحت ہونے کی خبریں موصول ہوتی تھیں، اس دوران ملک وبیرون ملک میں دعاؤں کا اہتمام ہو رہا تھا، صدقے اور خیرات بھی دیے جارہے تھے اور مجموعی طور پر لوگ پر امید تھے کہ اس سے قبل وہ جس طرح مختلف طرح کی بیماریوں سے شفایاب ہوتے رہے ہیں اس بار بھی شفایاب ہوجائیں گے اور ان شاءاللہ ہماری سرپرستی بھی فرمائیں گے، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، جس کی خبر کسی کو نہیں تھی، چنانچہ امید و یاس کی اسی کشمکش میں ۳/اپریل ۲۰۲۱ء روز سنیچر کو تقریبا ڈھائی بجے یہ خبر ملی کہ حضرت امیر شریعت کا انتقال ہوگیا ہے تو زبان سے بے ساختہ ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' نکلا اور آنکھوں سے آنسوؤں کے چند قطرے ٹپک پڑے۔

کہانی ختم ہوئی اور ایسی ختم ہوئی   کہ لوگ رونے لگے تالیاں بجاتے ہوئے (رحمان فارس)

حضرت امیر شریعت کے انتقال کی خبر نے دل کو ہلا کر رکھ دیا اور متعدد قسم کے سوالات ذہن ودماغ کو متاثر کرنے لگے۔ اب کیا ہوگا؟ ملت کی ناخداء کا فریضہ اتنی خوش اسلوبی سے کون سرانجام دے گا؟ امارت شرعیہ میں بیٹھ کر کون امارت کے چھوٹے بڑے مسائل پر بارہ بجے اور ایک بجے رات تک گفتگو کرے گا اور مسائل کی گتھیاں سلجھائے گا؟ آواب کس کی مجلس میں زندگی کی رمق محسوس کریں گے؟ اور کون مجھ جیسے متعدد نوآزمودہ افراد کی بھی حوصلہ افزائی کرے گا؟ نونہالان ملت کے لئے اپنی پراپرٹی کو کون فروخت کرے گا؟ ملت کے لئے جرات رندانہ کی سینکڑوں مثالیں اب ہم کس کی ذات میں تلاش کریں گے؟ نہ جانے ایسے کتنے سوالات تھے جو بار بار آنکھوں کو نم کررہے تھے لیکن خود کو سنبھالنا بھی ضروری تھا چنانچہ خود کو سنبھال کر اپنے دفتر سے نکلا تو یوں محسوس ہوا جیسے سب لوگ وہی سوچ رہے ہیں جو میں سوچ رہا ہوں، سب کی آنکھیں نم ہیں اور لب جنبش کررہے ہیں، چونکہ آپ کا جسد خاکی امارت شرعیہ آنے والا نہیں تھا، اس لیے تجہیز وتکفین اور جنازے کی نماز میں شامل ہونے کے لئے لوگ خانقاہ رحمانی چلنے کا پروگرام بنارہے تھے۔

امارت شرعیہ سے کارکنان وذمہ داران کی پوری ٹیم خانقاہ پہونچنا چاہ رہی تھی اسی دوران خبر ملی کہ ایک بس امارت کی طرف سے بھی جارہی ہے جس کا کرایہ نہیں لگے گا لیکن وہاں ازدحام تھا اس لیے میں نے بھی ایک چھوٹی گاڑی کرایے پر لی اور چند نوجوان افراد پر مشتمل ایک مختصر سے قافلے کے ہمراہ تقریبا دس بجے رات میں پھلواری شریف پٹنہ سے مونگیر کے لیے روانہ ہوا، کار خوب تیز چل رہی تھی اور تاریکیوں کو چیرتی ہوء آگے بڑھتی جارہی تھی، یادوں کا ایک تسلسل تھا جو تھم نہیں رہا تھا، رفقاء سفر کی آنکھیں بھی نم تھیں کوئی کچھ بولنے کی پوزیشن میں نہیں تھا، سب کے سب صرف جلد از جلد خانقاہ رحمانی پہونچنا چاہتے تھے، ڈرائیور صاحب کی دلچسپی بھی خانقاہ پہونچنے ہی میں تھی، چنانچہ سیاہ سڑکوں پر چلتی ہوئی تیز رفتار کار نے ہمیں ۲/بجے رات میں خانقاہ رحمانی تک پہونچادیا جہاں سے ہم لوگ سب سے پہلے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کے لئے گئے، جنازہ برآمدے پر رکھا ہوا تھا اور شیشے کے تابوت میں تھا، جس کے ارد گرد کچھ لوگ بیٹھ کر اور کچھ لوگ کھڑے ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کررہے تھے، تسبیحات پڑھ رہے تھے اور غمناک آنکھوں سے زیارت کررہے تھے، میں نے بھی برداشت کرکے چہرہ کی زیارت کی اور چند منٹ وہاں کھڑے ہوکر سورۃ فاتحہ وسورہ اخلاص کی تلاوت کی پھر وہاں سے نکل کر قیام گاہ پہونچا اور سیدھا بستر پر پڑ گیا لیکن نیند کہاں سے آتی؟ وہ تو پہلے سے غائب تھی، پھر بھی دس پندرہ منٹ کے لئے آنکھیں بند ہوئیں اور پھر اذان کے کچھ دیر کے بعد کھلی، میں نے جلدی سے وضو کیا اور وہیں نماز ادا کی پھر خانقاہ کے کیمپس میں آیا کچھ احباب اور اساتذہ سے ملاقات کی، علیک سلیک کے بعد سب کی آنکھیں بھر جارہی تھیں ہر شخص تعزیت کا مستحق تھا، لیکن خود کو قابو کرکے تعزیت پیش کررہا تھا۔

خانقاہ میں لاکھوں افراد کا ہجوم نظر آرہا تھا، لیکن خانقاہ کی حالت اس میکدے کی طرح تھی جہاں رندوں کا ازدحام ہے، مئے، جام، اور سبو موجود ہیں لیکن وہ ساقی نہیں ہے جس کے ہاتھ رندوں کا ہجوم پینا چاہتا ہے، بہرحال تھوڑی دیر کے بعد میں واپس اپنے کمرے میں لوٹا اور جنازے کی نماز کا انتظار کرنے لگا ۱۱/بجے کا وقت طے ہوا تھا، لیکن بعض وجوہات کے پیش نظر تقریبا ایک بجے جنازے کی نماز ہوسکی۔

جنازے کے وقت لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر نظر آرہا تھا، ملک کے مختلف حصوں سے لاکھوں لوگ اپنے مرشد کے جنازے میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے، لب روڈ جو تعلیم گاہ کی عمارت ہے، اسی عمارت کی چوتھی منزل پر مجھے جنازہ کی نماز پڑھنے کا موقع ملا، امیر شریعت کے خلیفہ اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری جناب مولانا عمرین محفوظ رحمانی نے جنازے کی نماز پڑھائی جس کے بعد قبر پر مٹی ڈالنی تھی سو بڑی مشکل کے بعد ڈالی اور چند منٹ ٹھہرنے کے بعد ہمارا قافلہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے لئے نکلا اور پٹنہ پہونچ گیا، حضرت امیر شریعت کی ذات سے میری بھی بہت سی یادیں وابستہ ہیں جنہیں انشاءاللہ کسی اور موقع پر قلمبند کرونگا، ابھی ان یادوں کے تذکرے کی ہمت نہیں ہورہی ہے، کلیجہ منہ کو آرہا ہے اور قلم یکلخت خشک ہوتا جارہا ہے

کبھی خود پہ کبھی حالات پہ رونا آیا   بات نکلی تو ہر اک بات پہ رونا آیا (ساحر لدھیانوی)

دعا گو ہوں کہ اللہ حضرت کی مغفرت فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ملت کو نعم البدل سے نوازے۔

ولی ابن ولی ابن ولی

احمد سجاد قاسمی

دعائے منت و حضرت علی ہے   ضیا پاش جہاں ذات ولی ہے
تکلم میں غضب کی ہے حلاوت   نگارش علم و حکمت میں ڈھلی ہے
سحر آگیں ہے انداز خطابت   دعاؤں میں ہے رقت بے کلی ہے
صفائے قلب و عرفان شریعت   ہر اک خدمت پہ عنوان جلی ہے
شعور نظم و ضبط زندگانی   یہ ترتیب عمل کیسی بھلی ہے
عجب جرأت، عزیمت راہ حق میں   صف باطل میں ہر سو کھلبلی ہے
نگاہیں دیکھ کر جس کو ہوں روشن
ولی ابن ولی ابن ولی ہے

مرثیہ بر سانحہ وفات حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ

فضیل احمد ناصری

رحم فرما قومِ مسلم پر مرے پروردگار   موت کے ہاتھوں نے پھر چھینا ہے ملت کا قرار
ہو گئے رخصت اچانک بزمِ ہستی سے ولی   جن کے قدموں سے ملا جرات کو عنوانِ جلی
جن کی تکبیرِ مسلسل سے تھا عالم منجلی   زمزموں سے جن کے تھی باطل کی صف میں کھلبلی
دل غموں سے چور ہیں، آنکھیں ہیں ساری اشک بار   رحم فرما قومِ مسلم پر مرے پروردگار
موت کے ہاتھوں نے پھر چھینا ہے ملت کا قرار

زخم وہ ہم کو لگا ہے جو نہ ہوگا مندمل   وہ قیامت ہے کہ ہر مومن پڑا ہے مضمحل
پتے پانی ہو چکے ہیں، درد سے بوجھل ہیں دل   کتنا بے معنیٰ ہے یارب یہ جہانِ آب وگل
رو رہا ہے آج ہر انسان ہی بے اختیار   رحم فرما قومِ مسلم پر مرے پروردگار
موت کے ہاتھوں نے پھر چھینا ہے ملت کا قرار

دردِ فرقت سے ہے ایسی بے قراری ہائے ہائے   ہر زباں پر درد کی صورت ہے جاری ہائے ہائے
کر رہے ہیں جام و مینا آہ و زاری ہائے ہائے   کون ہم دم اور کس کی غم گساری ہائے ہائے
کیا مزا جب لٹ چکی ہو اپنے گلشن کی بہار   رحم فرما قومِ مسلم پر مرے پروردگار
موت کے ہاتھوں نے پھر چھینا ہے ملت کا قرار

آب دیدہ ہے زمیں، تو آسماں ماتم میں ہے   ملتِ ہندی کا ہر پیر و جواں ماتم میں ہے
غنچہ و گل غم زدہ ہیں، گلستاں ماتم میں ہے   دل شکستہ قمریاں ہیں، آشیاں ماتم میں ہے
رو رہے ہیں عندلیبانِ چمن بھی زار زار   رحم فرما قومِ مسلم پر مرے پروردگار
موت کے ہاتھوں نے پھر چھینا ہے ملت کا قرار

اپنے پرکھوں کی شجاعت کا نظارا چل بسا   آسمانِ ہند کا روشن ستارہ چل بسا
غیرتِ دیں کا نمایاں استعارہ چل بسا   بے نواؤں کا یہ اک محکم سہارا چل بسا
مشکلوں میں قوم اب کس کا کرے گی انتظار   رحم فرما قومِ مسلم پر مرے پروردگار
موت کے ہاتھوں نے پھر چھینا ہے ملت کا قرار

ہو گئی شرعی امارت بھی مسلماں کی یتیم   بورڈ کو دکھلائے گا اب کون راہِ مستقیم
تھم گئی بارانِ رحمت، رک گئی موجِ نسیم   جامعہ رحمانیہ ہے شدتِ غم سے دو نیم
یاد کرتے پھر رہے ہیں سب وہی لیل و نہار   رحم فرما قومِ مسلم پر مرے پروردگار
موت کے ہاتھوں نے پھر چھینا ہے ملت کا قرار

آزرانِ وقت کو آنکھوں سے لرزائے گا کون   بن کے موسیٰ قصرِ فرعونی میں اب جائے گا کون
گنبدِ باطل پہ پرچم حق کا لہرائے گا کون   طاقتِ نمرود کو آئینہ دکھلائے گا کون
یاد آئیں گے ہمیں سید ولی ہی بار بار   رحم فرما قومِ مسلم پر مرے پروردگار
موت کے ہاتھوں نے پھر چھینا ہے ملت کا قرار

دیا مسلسل جلا رہے تھے

محمد زاہد حسن رحمانی

وہ مردِ حق گو عظیم قائد جو بزم کل تک سجا رہے تھے
نگہ کو تاریک کر گیے جو دیا مسلسل جلا رہے تھے
وہ دور بیں، زود فہم واجد، وہ خاندانی ولی، ولی گر
وہ اہل دنیا کو بن کے مشعل نشان منزل دکھا رہے تھے
وہ رہبر قوم و میر و سید، وہ اہل دل مقتدا و مرشد
کہ اہل نسبت انہیں کے در سے فیوض و برکات پا رہے تھے
خلوص بوبکر، رعب فاروق تھی ان میں عثمان کی سخاوت
شجاعت مرتضیٰ سے خفتہ گروہ کو وہ جگا رہے تھے
زوال ملت سے آپ بے کل عروج ملت کی فکر ہر پل
مٹانے ظلمات و تیرگی کو شمع مسلسل جلا رہے تھے
وہ دریکتہ، وہ شجر مثمر، وہ مشک خالص، وہ شمع مظہر
ہوان کے مرقد پہ نور رحمت جو تیرگی کل مٹا رہے تھے

وہ ستارہ جب تلک روشن رہا زندہ رہا

فرحان دل مالیگاؤں

اک ستارے نے سمیٹی آج اپنی روشنی   آسماں کی سمت لوٹی آسماں کی روشنی
وہ ستارہ جب تلک روشن رہا زندہ رہا   سب کو چمکاتا رہا ہر آن تابندہ رہا
سب کے حق میں خیر کے اسباب وہ کرتا رہا   سب کو اپنے علم سے سیراب وہ کرتا رہا
قوم و ملت کے لیے جینا رہا اس کی شناخت   قوم کا زخمِ جگر سینا رہا اس کی شناخت
ہر گھڑی سرگرم تھا کرتا نہ تھا آرام وہ   جگ میں پھیلاتا رہا اللہ کا پیغام وہ
اس کا اک منشاء رہا، اس کا رہا بس اک اصول   دہر میں قائم رہے دینِ خدا دینِ رسول
راہِ حق پر داعیٔ حق چل رہا تھا بے تکان   اس کی اس محنت کے شاہد ہیں زمین و آسمان
بس رسول اللہ کے پیغام کی تبلیغ میں   وقف کر دی زندگی اسلام کی تبلیغ میں
اس کے دل میں تھی سمائی مذہب و ملت کی خیر   وہ رواں تھا دن کو دن اور شب کو شب سمجھے بغیر
سب سے وہ ملتا رہا لوگوں کو سمجھاتا رہا   عمر بھر بھٹکے ہوؤں کو راہ پر لاتا رہا
سادگی اس کا چلن سنجیدگی اس کا شعار   اس کے لہجے سے جھلکتا تھا ہمیشہ انکسار
معترف ہیں اس کی حکمت کے سبھی علمائے دین   مہکی ہے اس پھول سے ہندوستاں کی سر زمین
لے کے وہ جیتا رہا سینے میں غم اسلام کا   اس کے ہاتھوں میں رہا ہر دم علم اسلام کا
ملک میں جب بھی چلی ہے دشمنانِ حق نے چال   وہ مسلمانوں کے حق میں بن گیا مضبوط ڈھال
اس ستارے کی ضیا سے تھا زمانہ فیضیاب   وہ ستارہ جس نے چمکائے ہیں لاکھوں ماہتاب
بجھ گیا وہ دوسروں کو دے کے اپنی روشنی   اس ستارے کی مگر موجود ہے تابندگی
اس ستارے کی ضیا مدھم نہیں ہوگی کبھی   اہلِ دیں میں اس کی عظمت کم نہیں ہوگی کبھی
قوم کے حق میں کیا ہے زندگی بھر اس نے کام   ہے دعا رب سے وہ پائے خلد میں اعلیٰ مقام
وہ صلہ پاجائے اپنے جذبۂ بے تاب کا   قرب پائے وہ رسول اللہ اور اصحاب کا
ہے دعا دل کی کہ اس کے بخت میں جنت رہے
اور اس پر ہرگھڑی اللہ کی رحمت رہے

ولی تم یاد آؤ گے

جمشید جوہر

اندھیرا جب بھی چھائے گا، ولی تم یاد آؤگے   جو باطل سر اٹھائے گا، ولی تم یاد آؤگے
قیامت خیز منظر میں، غموں کے بھی سمندر میں   کوئی جب مسکرائے گا، ولی تم یاد آؤگے
کبھی باد مخالف کے تھپیڑے کھا کے بھارت کا   سفینہ ڈگمگائے گا، ولی تم یاد آؤگے
چلی جو سرخ آندھی یا اٹھا فتنہ قیامت کا   کوئی طوفان آئے گا، ولی تم یاد آؤگے
ستم کے سامنے کہسار بن جاتے ہمیشہ تم   ستم اب کوئی ڈھائے گا، ولی تم یاد آؤگے
لہو اپنا جلا کر نور بخشا ہے زمانے کو   دیا کوئی جلائے گا، ولی تم یاد آؤگے
نہ ہوں حالات اپنے حق میں پھر بھی اس گھڑی ہم کو   کوئی ڈھارس بندھائے گا، ولی تم یاد آؤگے
میری بے چارگی کو دیکھ کر کوئی ستمگر بھی   مجھے جب جب ڈرائے گا، ولی تم یاد آؤگے
تمہاری طرح سے لاؤں کہاں؟ سے جرأت جوہر
مگر اب جو بھی آئے گا، ولی تم یاد آؤگے

موتُ العالِم موتُ العالَم

پروفیسر شاکر خلیق

س سانحہ ایسا کہ ملت کا جگر کانپ گیا   حادثہ ایسا کہ ہر فرد کا گھر کانپ گیا
ی یا خدا! کیسی یہ افتاد پڑی ہے ہم پر   ہائے! یہ کیسی مصیبت کی گھڑی ہے ہم پر
د دل سے اک ہوک سی نکلی ہے مسلمانوں کے   کام آتے رہے وہ بے سر و سامانوں کے
م موت عالِم ہی نہیں موت دو عالَم کہیے   ان کی رحلت نہیں، ملت کا اسے غم کہیے
ح حق تو یہ ہے کہ وہ بس حق کی زباں جانتے تھے   جو بھی جیسا ہے اسے سامنے گردانتے تھے
م مصلحت کیشی سے وہ کام نہیں لیتے تھے   حق بیانی کا وہ انعام نہیں لیتے تھے
د دعوت دین کی خاطر ہمہ دم سر گرداں   خدمت خلق سے ہوتے رہے شاداں فرحاں
و وہ رہے وقت کے نباض، شریعت کے امیر   زہد و تقویٰ کے شہنشاہ، محبت کے فقیر
ل لا الہ پر رہا ایمان و الا اللہ پہ یقیں   تھے محمد رسول اللہ کے کلمہ کے امیں
ی یاد اللہ میں دن رات بسر کرتے تھے   درد ملت کا لیے جیتے تھے اور مرتے تھے
ر رحمت حق کی طلب شا و سحر، صبح و مساء   پوری امت کے لیے کرتے تھے ہر وقت دعاء
ح حمد باری رہی ہر وقت ادھر ورد زباں   ہوتی اللہ کے دربار میں مقبول وہاں
م ما سوا اللہ سے پرہیز کیا کرتے تھے   اور پھر رب کی خشیت سے سدا ڈرتے تھے
ا ان کے اوصاف حمیدہ سے ہوئے ہیں محروم   اے خدا! اب ولی رحمانی ہوئے ہیں مرحوم
ن ناز برداروں کے تھے ناز ولی رحمانی   ان کی تربت پہ سجی ہے ردائے ربانی
ی یا الٰہی! یہ دعا شاکر مغموم کی ہے
باغ جنت کی تمنا دل معصوم کی ہے

Scanned with CamScanner

حق گوئی وبے باکی کے تاجدار حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحؒ

مولانا محمد نافع عارفی

سورج تو روز غروب ہوتا ہے،شام تو روز ہی ہوتی ہے،لیکن کوئی شام ایسی ہوتی ہے،جس کے دامن میں ایک تاریخ سما جاتی ہے،ایک عہد کا سورج ڈوبتا ہے،علم وفن کی کرنیں سمٹ جاتی ہیں،ایک زمانہ اپنا دور پورا کرتا ہے،بہت ساری امیدیں دفن ہوتی ہیں،ہمت جواب دے جاتی ہے،بہت سے مضبوط دل ودماغ والے بھی دل گرفتہ اور پژمردہ ہوجاتے ہیں،عالم ہستی پر سناٹا سا چھا جاتا ہے،ایسا ہی کچھ ۳/اپریل ۲۰۲۱ء مطابق ۲۰/شعبان ۱۴۴۲ھ کو ہوا،جب حرکت وعمل،فکرونظر،قلم وزبان،سیاست وتصوف،ذکروفکر کا آفتاب دن کے اجالے میں ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا،یعنی حضرت منتؒ کے سچے جانشین ،قطب عالم حضرت محمد علی مونگیریؒ کے علم وہنر کے وارث،ان کی فکرونظر کے امین حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ نے اس دنیا کو الوداع کہا اور رفیق اعلی کے دامن میں ہمیشہ کے لیے پناہ لی۔اللہ تعالی ان کے درجات کو بلند کرے،ان کے زلات کو حسنات میں بدل دے اور ملت کو ان کا غم سہنے کی سکت عطا کرے۔

جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ حضرت ولی ایک عظیم خانوادہ کے فرد فرید اور عظیم باپ کے لائق وفائق بیٹے تھے،ان کا امتیاز جرأت وبے باکی اور حق کے معاملے میں دوٹوٹ اور بے لاگ موقف اپنانا تھا،اللہ تعالی نے مولانا کو جہاں بہت سارے اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا،وہیں ایک خاص صفت جو انہیں دوسروں میں ممتاز بناتی ہے،ان کا قوت فیصلہ تھا،وہ پوری قوت سے کسی بھی معاملہ میں فیصلہ لیا کرتے تھے،اس سلسلے وہ کسی کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے،اور ہمیشہ اپنے فیصلے کی پشت پناہی فرمایا کرتے تھے،یہ الگ سی بات ہے کہ کبھی کبھی ان کے فیصلے بہت سارے اہل فکرونظر کی رائے کے موافق نہیں ہوا کرتے تھے،لیکن مولانا رحمانی اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے،وہ جس بات کو حق جانتے تھے اس کا اظہار پوری جرأت سے کیا کرتے تھے اور اس سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت انہیں کبھی پیچھے ہٹنے پر مجبور نہ کرسکی۔

حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی ایک علمی خانوادہ میں ،جس کا اقبال پورے برصغیر میں آفتاب نصف النہار کی طرح بلند تھا،۵/جون ۱۹۴۳ء کو پیدا ہوئے،انہوں نے اپنے عظیم باپ حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی کے آغوش تربیت میں اپنا بچپن گزارا،حضرت امیر شریعت رابعؒ کی گود ان کی پہلی درسگاہ اور ان کا جامعہ ان کا پہلا مدرسہ تھا،جن کے صحن میں مولانا نے علم وفکر کی منزلیں طے کیں،علم کی پیاس نے شدت اختیار کی تو اپنے داداجان کے خوابوں کی تعبیر دارالعلوم ندوۃ العلماء پہونچے اور یہاں وقت کے ممتاز علماء اور اہل فن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا،ندوہ میں اپنے دل ودماغ کو جلا بخشنے کے بعد ملت اسلامیہ کے دلوں کی دھڑکن اور ہندوستان ہی نہیں،بلکہ برصغیر میں شریعت اسلامی کا محافظ یعنی فکرونظر کا تاج محل دارالعلوم دیوبند کے قافلہء علم میں شامل ہوگئے،اور علوم اسلامی اور بطور خاص علم حدیث سے اپنے سینہء دل کو معمور کیا،یوں تو مولانا رحمانی راہ علم کے ان مسافروں میں تھے ،جن کا علمی سفر آخری سانس تک جاری رہا،لیکن ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور ۱۹۶۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے رسمی طور پر علم کی تکمیل کی سند حاصل کی،ندوہ نے انہیں زبان ہوشمند اور دیوبند کی روحانی فضا نے انہیں دل ارجمند سے نوازا،رسمی تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۶۴ء میں امارت شرعیہ کے ترجمان ہفت روزہ نقیب کی ادارت کے ساتھ ساتھ جامعہ رحمانی مونگیر میں اپنے مسند درس سجائی اور علم وسنت کے جام چھلکائے،جامعہ رحمانی مونگیر کے دارالافتاء کو بھی آپ نے عزت بخشی،آپ کے فتاوے آپ کی فقہی بصیرت اور فقہ اسلامی قرآن وسنت پر گہری نظر اور عمیق مطالعے پر شاہد عدل ہیں،۱۹۶۹ء میں جامعہ رحمانی کے ناظم بنائے گئے اور ان کے دور نظامت میں ہی جامعہ رحمانی نے ملکی شہرت حاصل کی،آپ اس کے نظام میں نت نئے تجربے کئے اور اسے جدید تقاضوں سے آراستہ کیا،ادھر اخیر کے سالوں میں جامعہ رحمانی کی درس گاہوں کو ٹکنالوجی سے آراستہ کیا،اور وہ تمام چیزیں مہیا کرائیں،جو عصر جدید کا تقاضہ ہے،مولانا رحمانی کی تشنگی علم ابھی بھی باقی تھی تو انہوں نے ۱۹۷۰ء میں ایم اے کیا،شاعر اسلام حکیم ودانا اقبال نے کہا تھا:

جلال بادشاہی ہو،کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

امیر شریعتؒ درکف جام شریعت ،درکف سندان عشق کی عملی تفسیر تھے،انہوں نے سیاست کو دین کا ایک جز جانا،چنانچہ سیاست کو چنگیزی سے بچانے کی غرض سے ۱۹۷۴ء میں مجلس مقننہ کی رکنیت کا حلف اٹھایا،تقریبا ۲۲/سالوں تک ایوان حق وانصاف کی آواز بلند کی،وہ اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر بھی رہے،ایک ماہر سیاست داں اور عوامی نمائندے کے طور پر بہار کی سیاست میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں،سیاست کا دنگل ہو یا خانقاہ کی روحانی مجلس،علم وہنر کی انجمن ہو یا فکرونظر کی بزم ہر مجلس میں میر مجلس،ہر جگہ سب میں نمایاں،سب سے ممتاز،وہ دوستوں کی محفل میں حریرودیباج کی طرح نرم،تو باطل کے لیے شمشیر آبدار تھے ،ان کی گھن گرج سے ایوان سیاست میں زلزلہ برپا ہوجاتا تھا،حضرت رحمانی کا ایک اہم وصف یہ تھا کہ انہوں نے کبھی مصلحت کی چادر میں حق کی آواز دبنے نہ دی،بلکہ وہ حق بات پورے اعتماد اور وثوق کے ساتھ ہر اسٹیج پر دہرانے کے عادی تھے،ان کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مکمل تصویر پورے طور پر تھی،اس لیے انہوں نے صلح حدیبیہ کے وسیلے سے کبھی بزدلی کا پاٹھ نہیں پڑھایا،راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے کہ المعہد العالی الاسلامی،حیدرآباد کے بین الاقوامی سیرت سیمنار کے پہلی نشست سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا تھا:"کہ صلح حدیبیہ سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک صفحہ ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ بدرواحد،حنین وخندق کا بھی درس دیتی ہے ،اس لیے صلح حدیبیہ کے دامن میں بزدلی کو بڑھاوا مت دیجئے ،بلکہ ضرورت پڑے تو فضاء بدواحد پیدا کیجئے۔"

بات کہاں سے کہاں نکل گئی،میں تو ذکر ان کی زندگی کے تابندہ نقوش کا ماہ وسال کے اعتبار سے کررہا تھا تو مولانا رحمانی نے ۱۹۷۴ء ہی میں جامعہ رحمانی مونگیر کے ترجمان صحیفہ کی ادارت بھی سنبھالی،اس کے اگلے سال ۱۹۷۵ء میں زیارت حرمین شریفین کا فرض ادا کیا،۱۹۷۹ء میں روس کا علمی سفر کیا،۱۹۸۴ء میں پٹنہ سے "روزنامہ ایثار" جاری کیا،اسے صرف ایک اخبار کیوں کہئے یہ تو مولانا آزاد کے "الہلال والبلاغ" کا نیا ایڈیشن تھا،ایک بے باک اخبار جو ملکی اور ملی مسائل پر حکومت کی سخت گرفت کیا کرتا تھا،۱۹۹۱ء میں آپ خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشین بنے ،۲۰۰۵ء میں حضرت امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدینؒ نے آپ کو اپنا نائب بنایا،پھر ۲۹/نومبر ۲۰۱۵ء کو حضرت مولانا سید نظام الدین (وفات ۱۷/اکتوبر ۲۰۱۵ء) کی وفات کے بعد دارالعلوم رحمانی ارریہ میں ارباب حل وعقد کے تاریخی اجتماع میں آپ کو بالاتفاق امیر شریعت منتخب کیا گیا۔

راقم الحروف کا حضرت مولانا رحمانی کے خانوادے سے گہرا قلبی ربط رہا ہے،حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی کے داداجان بانی ندوہ،قطب زماں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ اور اس حقیر کے پردادا قطب عالم حضرت مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوریؒ حضرت مولانا فضل رحماں گنج مرادآبادی کے فیض یافتہ تھے،سیرت محمد علی مونگیری کے مصنف کے مطابق مولانا مونگیری کے سب سے ممتاز اور چہیتے خلیفہ حضرت مولانا محمد عارف ہرسنگھ پوری ہی تھے،پھر حضرت مولانا رحمانی کے والد محترم امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی کی روحانی تربیت حضرت مولانا عارف ہرسنگھ پوری ہی کے ہاتھوں ہوئی،حضرت امیر شریعت رابعؒ کو خلافت واجازت حضرت ہرسنگھ پوری ہی سے حاصل تھی،جس کا ذکر خود حضرت امیر شریعت رابعؒ نے اپنی کتاب "حیات عارف" میں کیا ہے،حضرت ہرسنگھ پوری نے اپنے شاگرد خاص اور خلیفہ حضرت امیر شریعت رابعؒ کے لیے تصوف میں ایک کتاب "کلید معارف" کے نام سے لکھی ہے،یہ کتاب بطور خاص حضرت امیر شریعت رابع کے لیے لکھی گئی تھی،الحمدللہ "حیات عارف" و"کلید معارف" دونوں ہی ایک ہی ساتھ اس حقیر کے تحقیق واضافہ کے ساتھ معہد الولی الاسلامی ہرسنگھ پور سے شائع ہوچکی ہے۔حضرت امیر شریعت سابع مرحوم اس حقیر کے والد ماجد حضرت مولانا محمد سعداللہ صدیقی قاسمی مہتمم مدرسہ رحمانیہ سوپول سے بڑی محبت فرماتے تھے،مدرسہ رحمانیہ کی ذمہ داری جبراً والد محترم کے سپرد یہ کہتے ہوئی کی کہ یہ آپ کے باپ دادا کا لگایا ہوا پودا ہے،اگر آپ اسے نہیں سنبھالیں گے تو میں بھی سرپرست وصدر نہیں رہوں گا،والد محترم جب بھی جامعہ تشریف لے جاتے تو حضرت بڑی محبت واحترام واکرام کا معاملہ فرمایا کرتے تھے ،حضرت امیرؒ بار بار ہرسنگھ پور بھی تشریف لائے اور جب بھی تشریف لاتے ہم لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک فرماتے جیسے وہ اسی خانوادے کے فرد ہوں۔

حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی پورے ملک میں ایک بے باک قائد اور مفکر کی حیثیت سے پورے برصغیر میں اپنی ممتاز شناخت رکھتے تھے،ان کی علمی،تصنیفی وتالیفی،سیاسی وسماجی اور ملی خدمات قیامت تک یاد رکھے جائیں گے،ان کے سینے میں ملت کے لیے دھڑکنے والا دل تھا،وہ ہر گھڑی امت مسلمہ کی سرفرازی کے لیے سرگرم عمل رہا کرتے تھے ،آپ قلم گوہر بار سے متعدد کتابیں اور سینکڑوں مضامین نکلے،ان کتابوں میں مدارس میں صنعت وحرفت کی تعلیم ،بیعت عہد نبوی میں،شہنشاہ کونین کے دربار میں، حضرت سجاد مفکر اسلام،یادوں کا کارواں،تصوف اور حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ اپنے موضوع پر بڑی وقیع علمی کتابیں ہیں۔

یہ دنیا بے ثبات ہے،اس کے مقدر میں فناء ہے،دنیا کی ہر شے ایک دن ختم ہوجائے گی،جو آیا ہے اسے جانا ہے،جو زندہ ہے اسے مرنا ہے،باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے،اللہ ہی کا احسان ہے جو کچھ اس نے عطا کیا ہے اور اللہ ہی پر صبر ہے جو اس نے لے لیا ہے اور ہم تو اللہ کے فیصلے سے ہر حال میں راضی ہیں،سو اللہ کا فیصلہ ہوا اور حضرت ولی ہم سے جدا ہوگئے،اللہ تعالی ان کے درجات کو بلند کرے دعاء ہے کہ اللہ تعالی حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ کو اپنے شایان شان بدلہ عطا فرمائے اور پوری ملت کی طرف سے انہیں جزاء خیر عطا فرمائے نیز ملت کو ان کے غم کو سہنے کی سکت اور ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب جیسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔امیر شریعت صاحبؒ وقت کے ولی تھے،وہ جہاں دیدہ عالم تھے،اور اسم با مسمی تھے،صدیوں میں ان جیسی شخصیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ان ہی جیسی باکمال ہستیوں اور شخصیتوں کے بارے میں شاعر نے کہا ہے کہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی رح کی وفات سے ملت میں وہ خلا ہوگیا ہے کہ اس کی بھرپائی بظاہر مشکل نظر آرہا ہے۔مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ایسا لگ رہا ہے کہ گویا ملت یتیم ہوگئی ہے۔حضرت مولانا مرحوم اپنی جرات،حق گوئی بے باکی اور صاف گوئی میں اپنی مثال آپ تھے،مداہنت چاپلوسی سے کوسوں دور تھے،ان کی ملی،سماجی،دینی،سیاسی اور تعلیمی کارنامے کو آگے کی نسلیں یقیناً یاد رکھیں گی،وہ علم وعمل کے جامع تھے،خوبصورت وخوب سیرت اور بارعب تھے،روشن خاندان کے چشم وچراغ اور اعلی صلاحیت کے حامل تھے۔ملت کے نقیب اور ترجمان تھے،امارت شرعیہ کے امیر تھے،ندوہ کے بانی مولانا محمد علی مونگیری رح کے پوتے اور ملت ہندیہ کے بے باک ترجمان مولانا محمد منت اللہ رحمانی کے صاحبزادے تھے اور الولد سر لابیہ کے عین مصداق تھے۔مولانا یقیناً وقت کے ولی تھے اور امت کے مسائل پر ان کی گہری اور عمیق نظر تھی،سیاسی بصیرت سے بھی اللہ تعالی نے خوب خوب نوازا تھا،برسوں وہ ایم ایل سی رہے اور ودھان پریشد کے چیر مین رہے۔۔مولانا مرحوم یقیناً ہند میں سرمایہ ملت کے نگہبان تھے۔وہ ملکی نہیں عالمی سطح کے انسان داعی اور رہبر تھے،ان کا حلقہ تعارف بہت وسیع تھا۔۔حالات کے نشیب وفراز پر صرف گہری نظر ہی نہیں تھی بلکہ مسائل کے حل کے لیے ان کے پاس ٹھوس صلاحیت اور تدبیریں بھی تھیں۔۔یقیناً ان کے اچانک چلے جانے سے بہت بڑا نقصان ہوا ہے ملت اسلامیہ کا،اللہ تعالی امت کو ان کا نعم بدل عطا فرمائے نیز امت کو ان کا صحیح جانشین بھی عطا فرمائے آمین۔میرے حضرت سے قریبی تعلقات تھے علی گڑھ اور سعودی کے دوران قیام بار بار ان سے ملاقاتیں رہیں،بہت شفقت کا معاملہ فرماتے تھے اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ والد ماجد مولانا محبوب الرحمن ازہری مرحوم کے ان کے والد امیر شریعت حضرت مولانا محمد منت اللہ رحمانیؒ سے گہرے مراسم تھے،اللہ تعالی ان کو جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائے اور تمام متعلقین وارثین اور اہل تعلق کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔**(سعید الرحمن فیضی مرکز الدراسات الاسلامیہ کناڈا)**

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مسلمان صبر وتحمل سے کام لیں اور باہمی اتحاد کو مضبوط بنائے رکھیں

نائب امیر شریعت کا مسلمانوں کے نام خصوصی پیغام

افسوس صد افسوس کہ ساتویں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ ۲۰ رشعبان ۱۴۴۲ھ مطابق ۳ر اپریل ۲۰۲۱ء کو اس دارفانی سے رحلت فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بلاشبہ یہ حادثہ پوری امت اسلامیہ اور خاص طور پر بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ وبنگال کے مسلمانوں کے لئے نہایت ہی جانکاہ اور صبر آزما ہے، موجودہ وقت میں حضرت امیر شریعت علیہ الرحمہ کی ذات اللہ کی ایک عظیم نعمت تھی، اور پوری ملت کو ان کی بابصیرت اور جرأت مندانہ ومخلصانہ قیادت کی سخت ضرورت تھی، لیکن موت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے جو اللہ کے حکم سے اپنے وقت پر آتی ہے، بندے کے ایمان کا تقاضہ ہے کہ اللہ کے فیصلے سے راضی رہے اور اللہ ہی سے آئندہ کے لئے بھی خیر وعافیت کی امید رکھے، حضرتؒ کی جدائی سے غم والم کا جو احساس دلوں میں موجزن ہے، لفظوں میں اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا، بس اللہ سے بار بار التجا ہے کہ وہ حضرتؒ کو اپنے خاص جوار رحمت میں جگہ عطا کرے اور ملت کو آزمائش ومشکلات سے محفوظ رکھے۔

ہم سب کو معلوم ہے کہ امت اور امارت کی تاریخ میں یہ حادثہ کوئی نیا نہیں ہے، ایسے مختلف حوادث وواقعات پہلے بھی پیش آتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عافیت کی راہیں پیدا فرمائیں، حضرت امیر شریعتؒ نے اپنی حیات میں میرے ناتواں کندھے پر نائب امیر شریعت کی ذمہ داری ڈالی اور ڈھیر ساری دعائیں بھی دیں۔

اب جب حضرتؒ دنیا میں نہیں رہے اور دستور امارت کے مطابق جو ذمہ داریاں میرے سر آئی ہیں اس کا تقاضہ ہے کہ میں اپنے دینی بھائیوں اور بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور بنگال کے مسلمانوں سے یہ عرض کروں کہ غم والم کے اس موقع پر ہم اللہ پر توکل اور صبر وتحمل سے کام لیں، مایوسی اور ناامیدی کے شکار نہ ہوں، ایسے نازک اوقات میں قومیں اور ملتیں صبر وعزیمت، تدبر وبصیرت اور اخلاص واتحاد کی قوت سے مشکلات پر قابو پاتی ہیں، میں اس وقت تمام علماء ومشائخ، اعیان ملت اور عام مسلمانوں سے یہ عرض کرتا ہوں کہ امارت شرعیہ مسلمانوں کی اجتماعی شیرازہ بندی اور وحدت کلمہ کی اساس پر قائم ایک مضبوط شرعی تنظیم اور دینی ودنیوی فلاح کے لئے کام کرنے والا اسلامی نظام ہے، اللہ کے نہایت مخلص بندوں نے اس کی بنیاد رکھی اور سو سال کی تاریخ میں مخلصوں کی بڑی جماعت نے اس کی آبیاری کی ہے، ہمیں اللہ کی ذات پر یقین رکھنا چاہئے کہ یہ دینی وملی ادارہ ان شاء اللہ ہر دور میں توانا رہے گا اور قیامت تک ملت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے گا۔

مجھے امید ہے کہ ملت کے علماء ومشائخ، زعماء واعیان قوم اور سارے مسلمان اس عظیم ادارے کے استحکام وترقی کے لئے متحد ومنظم رہیں گے اور جس طرح ماضی میں سبھوں نے مل جل کر اس ادارہ کو آگے بڑھانے اور اس کے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں اپنا فکری وعملی تعاون دیا ہے، ان شاء اللہ ان کا تعاون جاری وساری رہے گا اور ان کی محنت ومحبت سے ادارہ فیض پاتا رہے گا۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دین وملت کا ہر کام مل جل کر اخلاص کے ساتھ کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قدم پر اپنی خصوصی نصرت شامل حال رکھے۔

جانشیں وخلفاء حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مونگیر، (۲) حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب مالیگاؤں، (۳) حضرت مولانا محفوظ الرحمان صاحب فاروقی اورنگ آباد، (۴) حضرت مولانا ہارون الرشید صاحب رحمانی کٹیہار (۵) حضرت مولانا حسیب الرحمان صاحب رحمانی پورنیہ، (۶) حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رحمانی دربھنگہ، (۷) جناب الحاج نعیم اختر صاحب رحمانی بوکارو (۸) حضرت قاری محمد رفیق صاحب رحمانی جدہ سعودی عرب (۹) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ملی رحمۃ اللہ علیہ کرٹن، مہاراشٹر (۱۰) حضرت مولانا محمد حفظ الرحمان صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ سوپول، (۱۱) حضرت مولانا عبدالمتین صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ سہرسہ (۱۲) جناب ماسٹر محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدھوبنی

حضرت امیر شریعت رح کے خانوادے کا احسان پوری ملت اسلامیہ پر ہے۔ حضرت مولانا عمرین محفوظ رحمانی

امت مسلمہ کے بیباک مخلص قائد بین الاقوامی شہرت یافتہ عالم دین مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ۳ر اپریل ۲۰۲۱ء کو اس دارفانی سے کوچ کر کے اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ اس عظیم سانحے پر ادارہ درس دینیات نئی مسجد شجاعل پور مونگیر میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا، اجلاس کی صدارت حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عمرین محفوظ رحمانی صاحب سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے فرمائی، انہوں نے فرمایا کہ حضرت امیر شریعت مختلف اوصاف وکمالات کے حامل اور بے پایا خوبیوں کا مجموعہ تھے، آپ ایک اچھے منتظم بیباک قائد اور ملت اسلامیہ کو صحیح سمت سفر عطا کرنے والے ولی کامل شخص تھے، آپ ایسے خاندان کے چشم وچراغ تھے جن کے خاندان میں ہمیشہ ولایت جاری رہی ہے، آپ کے خانوادے کا احسان پوری ملت اسلامیہ پر ہے، انہوں نے ذرہ کو آفتاب اور اور پتھر کو تراش کر ہیرا بنادیا، حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے میرا بڑا گہرا لگاؤ اور قلبی تعلق تھا، میرا سینہ ان کے رازوں کا امین ہے، میں بہت سی ایسی باتیں جانتا ہوں جو میرے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا، آپ نے مشقتوں کو برداشت کرکے امت کی تعمیر وتشکیل کی، حضرت نے اپنے لہو کے ایک ایک قطرے سے امت کی آبیاری کی اور اپنا تن من دھن ملت کی تعمیر وترقی میں لگادیا، مولانا نے شہر مونگیر والوں کو مخاطب کرکے کہا کہ میں آج آپ کو کہتا ہوں آپ نے نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیسی عزت عطا فرمائی ہے، آپ کے شہر کا ایک ولی کامل خانقاہ رحمانی سے آواز لگاتا ہے اور پورے ملک کے مسلمان ان کی آواز پر لپکتے ہیں، اللہ نے ان کو وہ مقبولیت دی تھی اور اتنا بڑا مقام عطا کیا تھا کہ ان کی ایک آواز پر حکومت ہل جایا کرتی تھی، لیکن وہ سادہ مزاج تھے، عام لوگوں سے ملتے تھے اور چھوٹی جگہوں پر جاتے تھے جبکہ عالم یہ تھا کہ لاکھوں لاکھ کا مجمع ان کو ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے چین وبے قرار رہتا تھا، حضرت کے دونوں صاحبزادے انتہائی درجے کے اخلاق مند ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کی بہت اچھی تربیت کی ہے، آپ اب بھی خانقاہ رحمانی سے قلبی تعلق رکھیئے خانقاہ وہی، خانوادہ وہی ہے، تمام ادارے اسی طریقے سے ترقی کرتے رہیں گے، انشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ حضرت امیر شریعت کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے اور ان کے درجات کو بلند

فرمائے آمین۔ حضرت مولانا جمیل احمد صاحب مظاہری استاذ حدیث جامعہ رحمانی مونگیر نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت کی ذات ایک انجمن تھی حضرت داعی مفکر ومصنف تھے آپ نے اپنی زندگی کو قوم وملت کی خدمت کے لیے وقف کردیا اور پوری ملت اسلامیہ کی آپ نے رہنمائی فرمائی، آپ نے فرمایا کہ حضرت کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب بھی ایک بزرگ تجربہ کار ماہر تعلیم ہیں، یہ بھی حضرت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خانقاہ رحمانی، جامعہ رحمانی اور دیگر تمام اداروں کو ترقیوں سے نوازیں گے آمین۔ قاضی رضی احمد صاحب رحمانی ندوی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ خانقاہ رحمانی مونگیر نے کہا کہ حضرت امیر شریعت کے انتقال سے جہاں میرا ذاتی نقصان ہوا ہے، وہیں پوری امت مسلمہ کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے، حضرت امیر شریعت نوراللہ مرقدہ کی شخصیت امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت تھی، حضرت امیر شریعت ہر دل عزیز شخصیت تھے، جب بھی مسلمانوں اور اسلام پر غیروں کی طرف سے یا حکومت وقت کی طرف سے حملہ ہوا تو آپ نے قوم کی صحیح رہنمائی کی اور باطل طاقتوں کو دندان شکن جواب دیا، آپ جرات وہمت کے پہاڑ تھے، حق گوئی اور بے باکی میں آپ کا کوئی مثال نہیں تھا، آپ حق کا برملا اظہار کرتے تھے اور حق بولنے میں کبھی بھی مصلحت پسندی سے کام نہیں لیتے تھے، حضرت امیر شریعت نوراللہ مرقدہ کے دونوں صاحبزادے خصوصا حضرت مولانا احمد والی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر بڑے ہی لائق وفائق اور قابل انسان ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت ساری خوبیوں سے نوازا ہے، بڑے ماہر تعلیم، مفکر، داعی اور بڑے حوصلہ والے ہیں، ہمیشہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی اور سربلندی کے لئے فکرمند رہتے ہیں، حضرت امیر شریعت نوراللہ مرقدہ نے ان کی خصوصی تربیت فرمائی ہے، ان شاءاللہ موجود سجادہ نشیں مدظلہ حضرت امیر شریعت نوراللہ مرقدہ کے ادھورے کاموں کو پورا کریں گے اور جن اداروں کو حضرتؒ نے اپنے خون جگر سے سینچا ہے انہیں مزید ترقیات سے نوازیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حضرت امیر شریعت نوراللہ مرقدہ کے نقش جمیل پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، حضرتؒ کے قبر کو نور سے بھر دے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم لوگوں کو حضرت امیر شریعت نوراللہ مرقدہ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے اور کے ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

علم وہدایت سے ملت کی تقدیر بدلتی ہے: مولانا رضوان احمد ندوی

جو قوم علم وفن سے عاری اور فکر ودانش سے محروم ہوتی ہے، اس کی حیثیت مٹی کے ڈھیر کی طرح ہوتی ہے، جو ہمیشہ پاؤں تلے روندی اور قدموں کے نیچے بچھائی جاتی ہے، چنانچہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانیت کو جو پہلا آفاقی پیغام دیا گیا، وہ تعلیم کا پیغام تھا، اس لئے بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، معیاری عصری تعلیم کے قیام اور اردو زبان کے تحفظ وبقا کے لئے پوری دلجمعی کے ساتھ تحریک چلائیں، اور امارت شرعیہ کی اس سہ نکاتی تحریک کو قوت بخشیں، ان خیالات کا اظہار مولانا رضوان احمد ندوی سب ایڈیٹر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ نے ضلع چھپرہ کی تعلیمی مشاورتی کمیٹی کے ایک منتخب اجتماع سے کیا۔ یہ نشست ۳ر اپریل ۲۰۲۱ء کو مدرسہ صدیقیہ اولہن خدائی باغ میں ہوئی، مولانا ندوی نے کہا کہ اس وقت اکابر امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کی طرف سے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مختلف اضلاع میں یہ تحریک چل رہی ہے، جو ماہ فروری کے اوائل میں شروع ہوئی، اس سلسلہ کی پہلی میٹنگ پوری ریاست میں ہوئی جس کے مثبت اثرات ظاہر ہورہے ہیں، چھپرہ شہر میں یہ میٹنگ امبیڈکر بھون میں ۷ر فروری کو ہوئی تھی، جس میں کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، اس وقت ہم سب لوگوں کو جائزہ لینا چاہئے کہ دو ماہ کے عرصہ میں اس کمیٹی کی کیا کیا پیش رفت ہوئی، مولانا ندوی نے اردو زبان کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ عربی زبان کے بعد اردو زبان میں دین وشریعت کا جتنا حصہ محفوظ ہے وہ کسی اور زبان میں نہیں، اس لئے اس زبان کو فروغ دینے اور بچوں کو اردو پڑھنے لکھنے اور خود بھی اردو زبان کو سیکھنے پر توجہ دینی چاہئے، اس موقع پر مولانا نے آسان اور مسنون نکاح کرنے اور فضول خرچی سے بچنے کی ترغیب دی، مولانا مرتضیٰ صاحب قاضی شریعت سیوان نے ہر مسجد کو تعلیم کا مرکز بنانے پر توجہ دلائی، تاکہ محلہ کا کوئی بچہ دینی تعلیم سے محروم نہ رہے، مشاورتی کمیٹی کے جنرل سکریٹری قاری محمد آفتاب عالم صاحب نے کہا کہ اس سلسلہ میں کوششیں جاری ہیں اور لوگوں میں بیداری آرہی ہے، البتہ کمیٹی میں مزید افراد کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس تجویز کی روشنی میں مزید دو نائبین صدر حاجی مرتضیٰ صاحب چھپرہ اور جناب جاوید صاحب منتخب کئے گئے، دو معاون جنرل سکریٹری جناب علی فاروق صاحب چھپرہ، جناب ایاز صاحب، دو نائب سکریٹری جناب ماسٹر آفتاب عالم صاحب اور ساغر نوشیرواں صاحب اور ایک کنوینر جناب محمد توقیر عثمانی صاحب خدائی باغ منتخب کئے گئے۔ طے پایا کہ تعلیمی مشاورتی کمیٹی کے اصحاب ضلع چھپرہ کے تمام بلاکوں کا سروے کرکے نقشہ کار بنائیں، اس تعلق سے شرکاء کی طرف سے کئی مفید اور قیمتی مشورے بھی آئے، آخر میں یہ نشست صدر اجلاس حضرت مولانا مصطفیٰ صاحب کی دعاء پر اختتام پذیر ہوئی۔

جناب عبدالمنان صاحب شرطی امارت شرعیہ باڑھ سمیلا دربھنگہ میں سپرد خاک

حسب حکم مرکزی دفتر امارت شرعیہ سے ایک وفد مولانا احمد حسین قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں امارت شرعیہ کے قدیم اور مخلص خادم جناب عبدالمنان صاحب شرطی کی نماز جنازہ میں شرکت کیلئے ان کے آبائی گاؤں ''باڑھ سمیلا'' دربھنگہ پہنچا جہاں ان کی تدفین عمل میں آئی، موصوف کو ڈیڑھ دو ماہ قبل شدید عارضہ قلب پیش آیا تھا جس کے بعد موصوف صاحب فراش ہوگئے تھے، امارت شرعیہ کی جانب سے علاج ومعالجہ بھی کرایا گیا اور نگہداشت بھی کی گئی مگر صحت نہیں لوٹ سکی اور وقت موعود آپہنچا، ۴ر اپریل ۲۰۲۱ء کو جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ نماز جنازہ سے قبل امارت شرعیہ کے معاون ناظم نے حاضرین سے مرحوم کی امارت شرعیہ میں طویل خدمات کا تذکرہ بھی کیا کہ مرحوم ادارہ کے قدیم خادموں میں تھے، انہوں نے تقریبا پینتیس سال خدمت انجام دی، چار امرائے شریعت کا زمانہ پایا، جن کی خدمت کا سنہری موقع بھی حصہ تقدیر بنا۔ مرحوم کام کے بہت پختہ، صوم وصلوۃ کے نہایت پابند اور ادارہ کے تئیں حد درجہ وفادار اور مخلص تھے، نماز جنازہ کے بعد میت کے اہل خانہ کی تعزیت بھی کی گئی، جہاں گاؤں اور علاقے کے معززین حاضر تھے، مفکر اسلام حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی نوراللہ مرقدہ کے عظیم سانحہ ارتحال کی اس گھڑی میں جب کہ امارت کے تمام خدام وکارکنان غم سے نڈھال ہیں، ایسی مصیبت کے عالم میں امارت شرعیہ کے وفد کی حاضری کو گاؤں اور علاقہ کے لوگوں نے احترام وپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور شکریہ ادا کیا، وفد میں شامل دربھنگہ شہر کے قاضی شریعت مولانا ارشد علی رحمانی صاحب کے علاوہ مرکزی دفتر سے مولانا شعیب صاحب قاسمی مولانا عمیر صاحب اور جناب ندیم صاحب شرطی تھے۔ اللہ مرحوم کی خدمات کو ان کیلئے ذریعہ مغفرت بنائے اور ان کو پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

Scanned with CamScanner

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوا کرتی ہے

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ وفات پر امارت شرعیہ میں منعقد تعزیتی نشست سے اکابر علماء کا خطاب

رپورٹ : رضوان احمد ندوی

افسوس صد افسوس کہ قومی و بین الاقوامی شہرت یافتہ ممتاز دینی و ملی قائد، امیر شریعت، مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب ۳؍اپریل ۲۰۲۱ء کو داغ مفارقت دے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، اس عظیم حادثۂ فاجعہ نے پوری ملت اسلامیہ کے دل ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، یقین مانئے کہ ان کی کتاب زندگی کے ہر ورق پر ملت کی خدمت درج ہے، آپ نے اپنی مکمل زندگی امت کی تعمیر اور اس کو بنانے، سجانے، سنوارنے میں گذاری، اس اندوہناک اور غم ناک سانحہ پر دفتر امارت شرعیہ میں ۶؍اپریل ۲۰۲۱ء کو امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان کی ایک تعزیتی نشست ہوئی، جس کی صدارت خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں اور حضرت امیر شریعتؒ کے صاحبزادہ محترم جناب مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ نے فرمائی، انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ جب کسی ناگہانی حادثہ پر ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھ کر گفتگو کی جاتی ہے تو غم ہلکا ہوتا ہے، آج ہم سب غمزدہ ہیں اور غم کو بانٹنے کے لئے جمع ہوئے ہیں، اس وقت اس غم کو اللہ پر توکل اور صبر کے ذریعہ ہی ہلکا کر سکتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ حضرتؒ کا دل ملت کی ترقی وخوشحالی کے لئے ہمیشہ فکر مند رہتا تھا، وہ ملت کو زوال سے باہر نکالنے کے لئے ہر آن اپنی استطاعت کے مطابق جدوجہد کرتے رہے، اور کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے مشن میں بہت حد تک کامیاب بھی رہے، وہ دن کے اجالے میں منصوبوں کو زمین پر اتارتے تھے اور رات کی تنہائی میں اللہ کے دربار میں سجدہ ریز ہوتے اور دعائیں کرتے تھے، حضرت کا ایک خواب تھا کہ اس ملک میں تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوان علم وتہذیب کے میدان میں ترقی کرے اور واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے عصری تعلیمی ادارے کو قائم کر کے ایک شاندار مثال قائم کی، اب ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ پوری قوت وتوانائی کے ساتھ اس مشن کو آگے بڑھائیں۔ مولانا فیصل رحمانی صاحب نے کہا کہ والد محترم بہت غور وفکر کے بعد کوئی لائحہ عمل طے کرتے اور منزل تک پہونچنے کے لئے صحیح سمت کا تعین فرماتے، اور اپنی کوششوں کا مسلسل جائزہ بھی لیتے رہتے، یہی وجہ ہے کہ آپ ملت کی تعمیر میں کامیابی سے ہمکنار بھی ہوئے، ہم سب اگر اسی نہج پر کاموں کو آگے بڑھائیں گے تو ان شاء اللہ ترقی اور کامیابی ملے گی۔

نائب امیر شریعت امارت شرعیہ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی دامت برکاتہم نے اپنے خصوصی خطاب میں فرمایا کہ حضرت امیر شریعت کو اللہ نے جو محبوبیت ومقبولیت عطا کی تھی وہ ان کے اخلاص وللہیت کی بنیاد پر تھی، درحقیقت آپ جس خانوادہ کے چشم وچراغ تھے وہ خاندان شروع سے ہی علم وہدایت کا روشن مینارہ رہا ہے، اور یہ فیض حضرت رحمۃ اللہ تک پہونچا، اللہ نے آپ کے اندر جو متنوع صلاحیتیں کمالات وخوبیاں جمع فرمائی تھیں، ان میں ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ کے خانوادے نے ہمیشہ اپنے تئیں اخفاء حال کا شعار اختیار کیا، مال ودولت اور سیم وزر سے ہمیشہ اپنے دلوں کو پاک وصاف رکھا، اور ایثار وقربانی کے جذبہ کے ساتھ ملت کے ہر مسائل کو حل کرتے رہے، اگر ہم سب بھی اخلاص وللہیت کے جذبہ کے ساتھ کام کرتے رہیں گے تو اللہ کی مدد شامل حال رہے گی، حضرت نائب امیر شریعت نے صاحبزادہ محترم سے اظہار تعزیت کیا اور امارت شرعیہ کی جانب سے پوری ملت اسلامیہ کو تعزیت مسنونہ پیش کیا، اس موقع پر انہوں نے اپنی مفصل گفتگو میں حضرت امیر شریعت کی زندگی اور شخصیت کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی اور ان کے بنائے ہوئے منصوبوں کو پورے عزم وحوصلہ کے ساتھ آگے بڑھانے کی تلقین فرمائی۔

اجلاس کے مہمان خصوصی، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امیر شریعتؒ ایک قابل رشک زندگی گذار کر خدا کے حضور حاضر ہوئے ہیں، دکھ بھری دنیا سے سکھ بھری دنیا میں چلے گئے ہیں، دعا فرمائیے کہ اللہ ہمارے اس گمان کو یقین میں بدل دے، حضرت امیر شریعت مختلف اوصاف وکمالات کے حامل اور بے پایاں خوبیوں کا مجموعہ تھے، آپ ایک اچھے منتظم، بے باک قائد اور ملت اسلامیہ کو صحیح سمت سفر عطا کرنے والے ولی کامل شخص تھے، وہ ایسے عالی نسب تھے، جن کی ہر کڑی میں ولایت تھی، آپ کے خانوادہ کا احسان پوری ملت اسلامیہ پر ہے، انہوں نے ذروں کو آفتاب اور انسانوں کو تراش کر ہیرہ بنا دیا، میرا حضرت کے ساتھ اٹھارہ سالوں سے قلبی تعلق رہا ہے، میرا سینہ ان کے رازوں کا امین ہے، انہوں نے مشقتوں کو برداشت کر کے ملت کی تعمیر وتشکیل کی، اس طرح آپ نے زندگی کے ایک ایک لمحہ کی قیمت وصول فرمائی، میں اس موقع پر حضرت کے دونوں صاحبزادوں کو خاص طور پر تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہوں اور ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہونے کا یقین دلاتا ہوں۔

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امیر شریعت ملت کے حق میں ایک عطیۂ خداوندی تھے، یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ایسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوا کرتی ہیں، اللہ نے آپ کو جرأت، ہمت وحوصلہ اور اولوالعزمی کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا، جس میں آپ پورے ملک میں یکتا اور بے مثال جانے جاتے تھے، حضرت نے امارت شرعیہ کے سو سالہ اس کارواں کو بلندی کے جس مقام پر پہونچانے کا کام انجام دیا ہے وہ ملت اسلامیہ کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہے، بڑے سخت دن میں آپ نے اپنی مدبرانہ صلاحیتوں سے اس کے تمام شعبوں کو منظم ومستحکم فرمایا، جس کی وجہ سے ہر شعبہ میں وسعت پیدا ہوئی، نظام کار کا دائرہ وسیع ہوا، اس طرح وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ محبت بھی فرماتے اور ان کی خاص انداز میں تربیت بھی کرتے، چونکہ آپ مشکل حالات میں زندگی گذارنے کے عادی بن گئے تھے اس لئے وہ اپنے رفقاء میں اس فکر کو منتقل کرتے رہے اور فرمایا کرتے تھے کہ راحت کی فکر چھوڑیئے اور عزم وحوصلہ اور اخلاص کے ساتھ میدان عمل میں اتریئے، حضرت ہر قدم کو سوچ سمجھ کر آگے بڑھاتے، اور جب قدم بڑھا لیتے تو ہر سود وزیاں سے آزاد ہو کر آگے بڑھتے اور اپنے قدم میں لغزش نہ آنے دیتے۔ حضرت مولانا ابوطالب رحمانی صاحب رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے فرمایا کہ حضرت امیر شریعت کے اندر تربیت سازی کا ملکہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، پچھلی صفوں کے لوگوں کو آگے بڑھانے اور ان کی صلاحیت کے اعتبار سے ملت کے لئے کام لینے کا فن جانتے تھے، مولانا رحمانی نے کہا کہ اگر ہم سب اجتماعی قوت کے ساتھ کام کو آگے بڑھائیں گے تو کامیابی ملے گی، کیونکہ جھاڑو کے تنکے مل جائیں تو کچڑا صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ منتشر ہو جائیں تو وہ تنکے خود کچڑا بن جاتے ہیں، لہذا ہمیں خود کو ہر سطح پر مستحکم رکھنا ہے۔ یاد رکھئے کہ امارت شرعیہ کا اپنا ایک دستور ہے اور سارے کام انہیں اصول ودستور کی بنیاد پر انجام پذیر ہوں گے۔ حضرت امیر شریعتؒ کے چھوٹے صاحبزادے جناب حامد ولی محمد فہد رحمانی نے کہا کہ والد محترم کی جدائی سے دل بے حد مغموم ہے، وہ ہر کام کو سوچ سمجھ کر کیا کرتے تھے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ حضرت کا خواب وکام پورا کرنے کی کوشش کروں گا، مولانا محفوظ الرحمن فاروقی اورنگ آباد نے کہا کہ حضرت صاحب کشف بزرگ تھے، ان کے بے شمار احسانات مجھ پر اور ہمارے دیار پر ہے، آپ نے بہت سے گمنام لوگوں کو ناموری اور شہرت عطا کی، مولانا موصوف نے اس سلسلہ کے کئی واقعات بھی بیان کئے۔ مولانا ذکاء اللہ شبلی قاسمی قاضی شریعت اندور نے کہا کہ حضرت امیر شریعت بڑے ولی کامل انسان تھے، ان کی نگاہ اتنی بلند تھی کہ جس پر نظر پڑتی وہ بھی ولایت کے مقام پر جا پہونچتا، چونکہ نور منتقل ہوتا ہے۔ مولانا بدر احمد مجیبی خانقاہ مجیبیہ نے حضرت کی ہمہ جہت خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالی نے انہیں مسائل کے حل کرنے میں بصیرت عطا کی تھی، وہ خانقاہ رحمانی اور خانقاہ مجیبیہ کے درمیان گہرے روابط وتعلق پیدا کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور اللہ نے اس میں انہیں کامیابی عطا کی۔ مولانا مفتی نذر توحید صاحب مظاہری شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ چترا نے نہایت آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ حضرت ایک بیدار مغز قائد، اور مشفق ومربی اور مصلح تھے، میرے ان کے تعلقات ایک عرصہ سے رہے ہیں، میرا دل ان کی جدائی سے رو رہا ہے، جناب مولانا ظفر عبدالرؤف رحمانی صاحب سکریٹری رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر نے کہا کہ آپ کے اندر عظیم رہنماء کے عظیم صفات تھے، آپ اپنی جرأت وبے باکی کی وجہ سے عوام وخواص میں ہر دل عزیز تھے، میرا دل ان کی جدائی سے تڑپ رہا ہے کہ ستائیس سالوں سے ان کی بصیرت ودوراندیشی سے فائدہ اٹھاتا رہا اور اب اس سے محروم ہو گیا۔ مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ حضرت کی نگاہ فقہ وفتاوی پر بھی گہری تھی، آپ نے ۳۵؍سال فتویٰ نویسی کا کام بھی انجام دیا، آپ پوری بصیرت کے ساتھ فیصلے فرمایا کرتے تھے، ایسے صاحب بصیرت قائد کا اٹھ جانا ایک بڑا سانحہ ہے۔

مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ حضرت امیر شریعت کی نگاہ ہر چھوٹے بڑے مسائل پر گہری تھی، وہ فرمایا کرتے تھے کہ نقیب امارت شرعیہ کا تحریری چہرہ ہے، اس لئے اس کو نکھارنے، سنوارنے اور پرکشش بنانے کے لئے ہمیشہ فکر مند رہتے تھے، اس وقت نقیب میں جو کچھ بھی جدت وندرت دیکھ رہے ہیں اس میں حضرت کی فکر کا عکس شامل ہے۔ مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ حضرت کی زندگی کے مختلف گوشے تھے، وہ فقیہ النفس عالم دین بھی تھے اور روحانی پیشوا بھی، وہ فضاؤں کی لکیروں کو پڑھ کر حالات کا تجزیہ کرتے اور پوری قوت کے ساتھ اقدام کے لئے منصوبہ بناتے۔ امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے کہا کہ ہم ایک ایسے امیر شریعت اور عالم ربانی سے محروم ہو گئے، جو نظر جھکاتے تو حضرتِ صدیق کا جمال جھلکنے لگتا، نظر اٹھاتے تو حضرتِ فاروق کا جلال دکھائی دیتا، کسی کو کچھ دیتے تو حضرت عثمان کی سخاوت کی یاد آتی اور کسی فیصلہ کے لئے قلم اٹھاتے تو حضرت علی کی قوتِ فیصلہ کی جھلک آنکھوں میں پھرنے لگتی، دین وشریعت کے خلاف کوئی فتنہ پیدا ہوتا تو مجدد الف ثانی سرہندی کی حکمت وتدبر اور جوش عمل سامنے آتا، سیاسی مسائل کا حل سوچتے تو مولانا ابوالکلام آزاد کے دماغ کا عکسِ جمیل ہوا کرتے، فکری بلندی، فقہ وفن کی ہمہ گیری اور اخلاص وللہیت کی بات ہوتی تو آپ کی ذات حضرتِ ابوالمحاسن سجادؒ کا پرتو نظر آتی اور جب آپ کی صبح وشام کو دیکھا جاتا تو آپ کی زندگی کے ہر لمحہ میں قطب عالم حضرتِ مونگیریؒ اور امیر شریعت رابع حضرتِ منتؒ کی بے خودی، وبے نفسی اور دین کے لئے سراپا جاں نثاری کا عملی نمونہ نگاہوں کے سامنے مجسم ہوتا۔ اللہ تعالی ایسے عظیم قائد کی کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے فرمایا کہ اللہ نے آپ کو تمام قائدانہ صفات سے متصف فرمایا تھا، دور اندیشی، حکمت وبصیرت اور قابلیت ایسی تھی کہ مسائل کو نور بصیرت سے دیکھتے تھے اور حل کی تدبیر نکال لیتے، آپ کے پانچ سالہ عہد امارت میں نظام قضاء میں بڑی وسعت ہوئی تقریباً پندرہ نئی جگہوں پر دارالقضاء قائم ہوئے، حضرت امیر شریعت سے جو لوگ محبت کرتے تھے وہ سب آج تعزیت کے مستحق ہیں۔ مولانا عبدالباسط ندوی سکریٹری المعہد العالی نے کہا کہ حضرت امیر شریعت کے اندر امت کو اوپر اٹھانے کی فکر ہمیشہ رہتی تھی اور اس کے لئے وہ منصوبہ بھی بنایا کرتے تھے، اللہ نے حضرت امیر شریعت کے پورے خانوادے کو خدمت دین کے لئے منتخب فرما دیا تھا۔ جناب جاوید اقبال صاحب ایڈوکیٹ نے کہا کہ حضرت ایک بڑے اولوالعزم بلند حوصلہ انسان تھے، جب نقشۂ کار تیار کرتے تو حکمت کے ساتھ اس کو نافذ کرنے کی بھی جدوجہد فرماتے۔

جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال نے کہا کہ بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ادارہ کی وجہ سے ان کا وقار بلند ہوتا ہے لیکن حضرت کی شخصیت ایسی تھی کہ ان کی وجہ سے ادارہ کا وقار بلند ہوا، وہ بڑی جرأت وبے باکی کے ساتھ فیصلہ لیتے اور ہم سب لوگوں کو بھی ہمت وحوصلہ کے ساتھ کام کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اس تعزیتی نشست کا آغاز مولانا عبداللہ انس معاون قاضی دارالقضاء کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے اس تعزیتی نشست کی نظامت خوش اسلوبی سے انجام دی۔ مولانا محمد شمیم اکرم رحمانی صاحب نے آقائے دو جہاں کی شان میں نذرانہ عقیدت پیش کیا، ساتھ ہی حضرت امیر شریعتؒ پر منظوم کلام ۔۔۔ وہ مرد حق کو عظیم قائد جو بزم کل تک سجا رہے تھے" بہت ہی مترنم آواز میں پڑھا۔ آخر میں یہ نشست صدر اجلاس مولانا محمد فیصل رحمانی کی رقت آمیز دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ اس تعزیتی نشست میں مولانا احمد حسین قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا نصیر الدین مظاہری، مولانا صابر حسین قاسمی، مولانا ارشد رحمانی آفس سکریٹری امارت شرعیہ، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی، مولانا مفتی محمد سعید الرحمن قاسمی، مولانا سہیل اختر قاسمی، مولانا قمر انیس قاسمی، جناب مرزا حسین بیگ، حاجی محمد عارف رحمانی صاحب، مولانا شاہنواز عالم مظاہری، مولانا امام الدین قاسمی صاحب، قاری مجیب الرحمن قاسمی صاحب، مولانا مفتی احکام الحق قاسمی صاحب، مولانا اسعد اللہ قاسمی، مولانا مجیب الرحمن دربھنگوی، مولانا عبداللہ جاوید قاسمی، مولانا مرسل احمد قاسمی صاحب، مولانا نور الحق رحمانی، مولانا ضیاء الاسلام قاسمی، مولانا آفتاب عالم قاسمی کے علاوہ دیگر ذمہ داران وکارکنان امارت شرعیہ واسپتال اور ٹیکنکل، المعہد العالی، دار العلوم الاسلامیہ نے شرکت کی۔

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتہ

محمد عادل فریدی

حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی گفتار کے نہیں کردار کے غازی تھے

ایسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے، اردو کارواں کے تعزیتی جلسے سے نائب امیر شریعت سمیت کئی علما اور دانشوروں کا خطاب، حضرت امیر شریعت کے ادھورے کام کو مکمل کرنے کا عہد

حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ گفتار کے نہیں بلکہ کردار کے غازی تھے، ایسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ باتیں حضرت امیر شریعت کی یاد میں ۸/اپریل کو مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی وفات پر اردو کاررواں کی جانب سے منعقد تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی سمیت کئی علما اور دانشوروں نے کہیں۔ اس موقع پر تمام شرکا نے حضرت امیر شریعتؒ کے ادھورے اور نامکمل کاموں کو خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ آگے بڑھانے، انہیں مکمل کرنے، اردو کاررواں کو مضبوط بنانے اور اردو تحریک کو فعال اور سرگرم کرنے کا عہد کیا اور کہا کہ حضرت امیر شریعتؒ کو اس سے بہتر خراج عقیدت اور کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ تعزیتی جلسہ کی صدارت نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے کی اور نظامت کا فریضہ اردو کاررواں کے نائب صدر، نائب ناظم اور ہفتہ روزہ نقیب مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے انجام دیا۔ اپنی صدارتی تقریر میں نائب امیر شریعت نے کہا کہ امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ گفتار کے نہیں بلکہ کردار کے غازی تھے۔ وہ جو کہتے تھے، کرتے تھے، انہوں نے آخری وقت تک امارت شرعیہ کے تمام کاموں پر گہری نگاہ رکھی، وہ جو بھی کام کرتے، اخلاص کے ساتھ کرتے، راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ سے مدد مانگتے، کام کرنے والوں کو وہ پسند کرتے، ان کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی، نائب امیر شریعت نے مزید کہا کہ حضرت امیر شریعتؒ کا بنیادی پیغام یہی ہے کہ ملت کا کام خلوص اور ایمانداری سے کیا جائے، اس موقع پر امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے کہا کہ حضرت امیر شریعت انسان گر تھے، کسی بھی کام کے لئے منصوبہ بندی بہت ہی مضبوطی کے ساتھ کرتے تھے، وہ صلاحیتوں کی قدر کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ حضرت امیر شریعت نے بہار میں اردو تحریک کو زندہ کرنے کے لئے ہمیں ہموار زمین فراہم کی، اردو کارروان کے ذمہ داروں کو حضرت نے اردو تحریک کی شکل میں ایک امانت سونپی ہے، جسے سنبھال کر رکھنا ہمارا اولین فرض ہے۔ انہوں نے شرکا سے اپیل کی کہ حضرت امیر شریعت نے جو باتیں کسی سے کہی ہیں، وہ اسے تحریری شکل دے کر امارت شرعیہ کو فراہم کریں تاکہ حضرت کی فکر کی روشنی میں امارت شرعیہ آگے کام کر سکے۔ نائب ناظم اور کارروان اردو کے نائب صدر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے کہا کہ اس سال فروری میں حضرت امیر شریعت نے امارت شرعیہ کے ذمہ داروں کو حکم دیا کہ پوری ریاست میں اردو کو فروغ دینے کے لئے مہم چلائی جائے اور عوام کو اردو کے استعمال کی طرف راغب کیا جائے کیونکہ اردو سرکاری مراعات سے نہیں بلکہ اس کے زیادہ سے زیادہ استعمال سے ہی زندہ رہے گی، حضرت امیر شریعت کا کہنا تھا کہ اردو کو اپنے گھروں میں زندہ رکھنے کی ضرورت ہے، مفتی صاحب نے کہا کہ حضرت امیر شریعت نے جن لوگوں کو اردو کاررواں سے جوڑا ہے وہ بہت قیمتی لوگ ہیں، یہ لوگ انشاء اللہ اپنی ذمہ داریاں پوری ایمانداری کے ساتھ نبھائیں گے، اردو کاررواں کے صدر پروفیسر اعجاز علی ارشد نے کہا کہ حضرت امیر شریعت سے حالانکہ ان کی بہت قربت نہیں رہی، لیکن میں نے تین مہینے کے دوران ان سے بہت کچھ سیکھا۔ انہوں نے کہا کہ اردو کے سلسلہ میں الحاج غلام سرور اور پروفیسر عبدالمغنی نے جو حکمت عملی بنائی تھی اور جن پر ان دونوں نے عمل کیا، ان سے حضرت مولانا ولی رحمانی کی حکمت عملی بالکل مختلف تھی، مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی کے سابق پرووائس چانسلر پروفیسر توقیر نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جب حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب جب قانون ساز کونسل کے ممبر تھے اور ایوان میں تقریر کرتے تھے تو لگتا تھا کہ کوئی مضبوط مسلم لیڈر بول رہا ہے، حضرت امیر شریعت نے ذاتی مفاد پر ملی اور قومی مفاد کو ہمیشہ ترجیح دی، یہی وجہ ہے کہ عوام کو ان پر بھروسہ تھا۔ انہیں جتنی مقبولیت ملی، کسی دوسرے مذہبی اور ملی رہنما کو نہیں ملی، ان کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے اسے پورا کیا جانا انتہائی مشکل ہے۔ اردو کارواں کے نائب صدر مشتاق احمد نوری نے کہا کہ حضرت امیر شریعت نے جو کام ادھورا اور نامکمل چھوڑا ہے اسے مکمل کرنا ہم سب کا اولین فرض ہے۔ اردو کارواں کے دوسرے نائب صدر پروفیسر صفدر امام قادری نے کہا کہ مولانا محمد ولی رحمانیؒ جیسے علما اور مذہبی وملی رہنما بہت مشکل سے پیدا ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک ادیب کی حیثیت سے بھی انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں، نائب ناظم اور سکریٹری امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ مولانا سہیل احمد ندوی نے کہا کہ ہم نے حضرت امیر شریعت سے جو بڑا وعدہ کیا ہے وہ اردو کو فروغ دینے کے لئے کیا ہے، اس وعدے کو ہمیں ہر قیمت پر وفا کرنا چاہئے۔ تعزیتی نشست سے سید کمال وارث صدر شعبہ پارا میڈیکل کالج، ڈاکٹر ریحان غنی جنرل سکریٹری اردو کاررواں، ڈاکٹر انوار الہدیٰ سکریٹری اردو کاررواں، مولانا محمد ابوالکلام شمسی نگراں امارت پبلک اسکول گریڈیہہ درانچی، مولانا قمر عالم ندوی کنوینر تعلیمی وتنظیمی کمیٹی ویشالی، جناب ایڈووکیٹ ذاکر بلیغ ذمہ دار امارت شرعیہ تعلیمی وتنظیمی کمیٹی، مفتی سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ مغربی چمپارن، قاضی انظار عالم قاضی شریعت امارت شرعیہ سمیت کئی دوسرے لوگوں نے بھی حضرت امیر شریعتؒ کے تعلق سے قیمتی خیالات کا اظہار کیا اور ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کی۔ اس تعزیتی جلسہ کا اختتام نائب امیر شریعت حضرت مولانا شمشاد رحمانی صاحب کی دعا پر ہوا۔ تعزیتی جلسہ کا آغاز مولانا احمد حسین قاسمی مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس موقع پر مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی مرکزی دارالقضا امارت شرعیہ نے حضرت امیر شریعتؒ کی وفات پر منظوم تعزیت پیش کی۔

حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی ازہری خانقاہ رحمانی کے باضابطہ پانچویں سجادہ نشیں مقرر

خانقاہ رحمانی سے دین وشریعت کی حفاظت کی خدمت ہوتی رہے گی: احمد ولی فیصل رحمانی

حضرت مولانا احمد ولی فیصل صاحب رحمانی ازہری خانقاہ رحمانی مونگیر کے باضابطہ پانچویں سجادہ نشیں ہو گئے، چوتھے سجادہ نشیں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ صاحب رحمانی، حضرت مولانا ہارون الرشید صاحب رحمانی اور حضرت مولانا حسیب الرحمان صاحب رحمانی وغیرہم نے ۹/اپریل روزہ جمعہ کو خانقاہ رحمانی میں منعقد ایک تقریب میں ان کے سر پر حضرت شاہ فضل رحماں گنج مرادآبادیؒ کی ٹوپی پہنا کر، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کا عمامہ باندھ کر اور حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبا پہنا کر انہیں حضرت مونگیری کے مسند پر بٹھایا، اور مصافحہ اور بیعت کے ذریعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ حضرت مولانا احمد ولی فیصل صاحب رحمانی ازہری کو اپنا پیر ومرشد تسلیم کرنے کا عملی نمونہ پیش کیا۔ خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشیں دامت برکاتہم نے حضرت مولانا شاہ مشہود احمد قادری کے ذریعہ اپنا پیغام بھیجا۔ یاد رہے، حضرت مولانا احمد ولی فیصل صاحب رحمانی کو امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰۱۵ء میں ہی سالانہ فاتحہ کے موقعہ پر خانقاہ رحمانی کے مریدین ومخلصین کی موجودگی میں اپنے جانشیں ہونے کا اعلان فرما دیا تھا، اور ان کے چھوٹے بھائی جناب حامد ولی فہد رحمانی صاحب کو خانقاہ رحمانی سمیت حضرتؒ کے تمام کاموں میں بڑے بھائی کی معاونت کے لیے نامزد فرمایا تھا، اس اعلان کا خانقاہ رحمانی سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے خیر مقدم کیا تھا، اس وقت لوگوں کا ہجوم ان سے مصافحہ کے لیے امڈ گیا تھا، اور لوگوں نے ان میں حضرت مونگیری کی جھلک محسوس کی تھی۔ سجادگی کی یہ تقریب کرونا کی وجہ سے حکومت کی گائیڈ لائن کا خیال رکھتے ہوئے بہت مختصر اور سادگی کے ساتھ بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوئی، جس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء، چند نامور علماء اور خانقاہوں کے سجادہ نشیں اور جامعہ وخانقاہ کے چند اساتذہ ومعتقدین شریک ہوئے، شرکاء کی تعداد پچاس کے اندر تھی، جس میں جسمانی دوری اور کرونا کے پروٹوکول کا خاص خیال رکھا گیا تھا۔

اس موقعہ پر پانچویں سجادہ نشیں حضرت مولانا احمد ولی فیصل صاحب رحمانی نے کہا کہ آپ نے لوگوں نے میرے کاندھے پر آج ایک بڑی ذمہ داری رکھ دی ہے، خانقاہ رحمانی، جامعہ رحمانی، رحمانی فاؤنڈیشن اور رحمانی تھرٹی کے علاوہ اور بھی دیگر اداروں کو سنوارنے اور ترقی دلانے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ رحمانی کے معتقدین ومخلصین کے تعاون سے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے، ہم سبھوں کی ذمہ داری ہے کہ اسی عزم اور ارادے کے ساتھ حضرت کے چھوڑے ہوئے کاموں کو کاندھے سے کاندھا ملا کر پورا کرنے کی کوشش کریں، اور حضرت کے خواب کو شرمندہ تعبیر کریں، انہوں نے کہا کہ جس طرح ماضی میں خانقاہ رحمانی کے بزرگوں اور خدام نے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے بڑا کام کیا ہے، مستقبل میں بھی یہ خانقاہ اور یہاں کے خدام دین وشریعت کی حفاظت کے لیے اپنا فرض نبھاتے رہیں گے، اور دین پر آنیوالے کسی بھی حملہ کو روکنے کے لیے مستعد اور کمر بستہ ملیں گے، خانقاہ رحمانی کے مخلصین کی ذمہ داری ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، حضرت کے مشن کو پورا کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں، اور جب کبھی آواز دی جائے ملک وملت کی حفاظت کے لیے اور دین کی سربلندی کے لیے خانقاہ رحمانی کی آواز پر لبیک کہیں۔ حضرت احمد ولی فیصل رحمانی نے کہا کہ یہ کامیابیاں اخلاص نیت کے ساتھ اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے طریقے پر چل کر ہی حاصل ہو سکتی ہیں، اور اس کے لیے ہمیں رسول اللہ کی تعلیمات اور قرآنی احکامات کو حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے ہوں گے۔ اس موقعہ پر امیر شریعت آسام حضرت مولانا یوسف علی صاحب اور امیر شریعت کرناٹک حضرت مولانا صغیر احمد رشادی صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے محاسن اور کمالات کو مختصر وقتوں میں بیان کیا، اور نئے سجادہ نشیں کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان سے خانقاہ رحمانی کی پرانی تاریخ دہرانے کی توقع ظاہر کی، اخیر میں قل اور فاتحہ پڑھی گئی، اور پانچویں سجادہ نشیں حضرت مولانا احمد ولی فیصل صاحب رحمانی نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ کے تمام بزرگوں کے لیے دعائیں کیں اور ملک وملت کی فلاح وبہبود کے لیے بھی خدا سے التجاء کی، خانقاہ رحمانی میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ کے بزرگوں کے لیے قرآن خوانی کا سلسلہ کئی دنوں سے جاری تھا۔ اس موقعہ پر مشہور نعت خواں مولانا منظر قاسمی رحمانی نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی شان میں نظم کے چند اشعار اپنی مترنم آواز میں پیش کی، پروگرام کی نظامت مولانا محمد خالد صاحب رحمانی نے کی، جب کہ پروگرام کا آغاز قاری نظام الدین صاحب رحمانی کی تلاوت سے ہوا۔ قل اور فاتحہ کی تلاوت قاری قمر یونس، قاری جوہر نیازی رحمانی اور قاری خورشید اکرم رحمانی کے ذریعہ کی گئی۔ اس موقعہ پر سجادہ نشیں حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی نے حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی مونگیر میں کی گئی تقریروں کا مجموعہ ''صدائے ولی'' کا اجراء بھی فرمایا۔

Volume:61/71,Issue:15 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را
(مرزا مظہر جان جاناں)

خانوادۂ مولانا محمد علی مونگیری کی ایک جھلک

ڈاکٹر ابو سحبان روح القدس ندوی

برصغیر کی تعلیمی، تحریکی اور دینی و دعوتی تاریخ میں بانی ندوۃ العلماء مولانا سید محمد علی مونگیریؒ (۱۸۴۶ء سے ۱۹۲۷ء) کا نام رہتی دنیا تک زندہ و جاوید رہے گا۔

اسلام کے لیے دل سوزی اور امت کی فکر، زمانے کی نبض شناسی اور آنے والے خطرات سے آگاہی، اجتماعی کام کی صلاحیت، مختلف الذوق رفقاء کے ساتھ اشتراک عمل و تعاون کے لیے ہمہ وقت آمادگی، مولانا مونگیری کی فکر و عمل کے اہم عناصر ہیں۔ مولانا مونگیری کی اولاد و احفاد اور ان کے خویش و اقارب نے ہر دور میں علم و معرفت اور رشد و ہدایت کی شمع کو فروزاں کیا اور ملک کی سیادت و قیادت میں بھرپور حصہ لیا، خوش گفتاری، رکھ رکھاؤ، دینی حمیت، سیاسی بصیرت، معاملہ فہمی، جرأت و بے باکی اور حاضر جوابی، دوراندیشی، صاف گوئی شریعت و طریقت کے مابین متوازن امتزاج، حسن تدبیر اور تعلقات کو نبھانا، وغیرہ، یہ وہ اوصاف ہیں جو خانوادۂ مونگیریؒ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔

☆ مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں مولانا سید احمد علی ایک عالم باعمل تھے اور بہت عابد و زاہد، مولانا احمد حسن کانپوری اور مولانا محمد فاروق چریاکوٹی سے درسیات کی تکمیل کی، ان کی شادی قصبہ پھلت (مظفر نگر) میں ہوئی، ۱۳۲۸ھ میں رمضان کے مہینہ میں جمعہ کے روز نماز پڑھتے ہوئے انتقال فرمایا۔ مولانا احمد علی کے فرزند عالی مقام مولانا سید فضل اللہ جیلانی (متوفی ۱۹۷۹ء) عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد دکن میں دینیات کے استاذ پھر صدر شعبہ کے منصب پر فائز ہوئے۔ امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ (متوفی ۲۵۶ھ) کی تصنیف لطیف ''الادب المفرد'' کی دو ضخیم جلدوں میں ''فضل اللہ الصمد فی توضیح الادب المفرد'' کے نام سے عربی زبان میں مبسوط شرح فرما کر علمی دنیا میں بڑا نام کمایا۔ ان کی شرح قاہرہ سے کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ مولانا فضل اللہ کا دوسرا اہم علمی کارنامہ مفتی عبد اللطیف رحمانی (متوفی ۱۹۶۰ء) کی ''جامع الترمذی'' کی عربی شرح کا ذیل (تکملہ) ہے۔

مولانا فضل اللہ کی دو بیٹیاں ہیں، اور دونوں علم و ثقافت سے آراستہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی پروڈکٹ ہیں، ان میں ایک ڈاکٹر حنیفہ رضی عرصہ دراز تک امریکہ میں رہ کر علی گڑھ واپس آ گئی ہیں۔ دوسری بیٹی ڈاکٹر رؤوفہ اقبال اپنی گراں قدر تصنیف ''عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی فقہ''، ''عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات و سرایا'' اور ''البرامکہ'' سے علمی دنیا میں کافی روشناس ہیں۔

☆ مولانا مونگیریؒ کے دوسرے صاحبزادے مولانا شاہ لطف اللہ رحمانی صلاح و تقویٰ اور فہم و فراست دونوں میں ممتاز تھے، مولانا نے انہیں خلافت بھی عطا فرمائی، ۱۳۴۲ھ میں وفات پائی۔ حضرت مونگیریؒ کی وفات کے بعد وہ خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں ہوئے، جامعہ رحمانی اور مکتبہ رحمانی کی ذمہ داری آپ ہی کے سپرد تھی، مولانا لطف اللہ رحمانیؒ کی شادی سلطان القلم مولانا مناظر احسن گیلانیؒ (متوفی ۱۹۵۶ء) کی ہمشیرہ سے ہوئی، ان سے ایک بیٹی عائشہ رحمانی فاضل گرامی مولانا سید محمد یحیٰ ندوی کی شریک حیات ہیں۔ مولانا لطف اللہ کے تین بیٹے بہ ترتیب عمر:

(۱) مولانا سید سیف اللہ رحمانی: بڑے عابد و زاہد اور ذاکر و شاغل تھے، گمنامی کی زندگی بسر کی اور دنیائے دوں سے رخصت ہو گئے۔

(۲) مولانا سید شاہد روح اللہ رحمانی: دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عالیہ کولکاتا اور وہاں سے دار العلوم دیوبند کا رخ کیا اور اپنی تعلیم مکمل کی، فراغت کے بعد مونگیر آ گئے اور چھ برس تک جامعہ رحمانی میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۸۱ء میں قاری محمد سعد اللہ بخاری کے انتقال کے بعد مدرسہ تجوید القرآن کے مہتمم بنائے گئے اور تادم واپسیں اس عہدے پر فائز رہے۔

(۳) رحمت اللہ رحمانی: علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہیں، ایک عرصہ ریاض میں ملازمت کرنے کے بعد خانقاہ رحمانی میں گوشہ نشیں ہو گئے تھے، اور اب عرصہ سے شہر بمبئی میں اقامت گزیں ہیں (۵/اپریل ۲۰۲۱ء روز پیر کو پٹنہ میں ان کا انتقال ہو گیا، مونگیر میں مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون)

☆ مولانا مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے صاحبزادے مولانا سید نور اللہ رحمانی (متوفی ۱۹۸۹ء) دار العلوم ندوۃ العلماء کے قدیم فارغ التحصیل ہیں، سیاست کے میدان میں اپنی تگ و تاز سنوارتے رہے، وہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے سابق مہتمم مولانا محبّ اللہ لاری ایم اے علیگ (متوفی ۱۹۹۳ء) کے ہم سبق اور بے تکلف احباب میں تھے، جمعیۃ العلماء بہار کے ایک عرصہ تک صدر نشیں رہے۔

مولانا نور اللہ کے ایک فرزند شاکر علی رحمانی یو ایس اے میں قیام پذیر ہیں، انہوں نے ندوۃ العلماء اور پٹنہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی ہے۔

☆ مولانا مونگیریؒ کے چوتھے فرزند سید شاہ منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹۱ء) ہیں بہار و اڈیشہ کے امیر شریعت، مشہور دینی تنظیم امارت شرعیہ کے روح رواں اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری کے عہدے پر جلوہ افروز رہے، وہ بلاشبہ علماء کی صف میں سیاسی بصیرت میں اپنی مثال آپ تھے، مولانا لطف اللہ رحمانیؒ کے انتقال کے بعد خانقاہ رحمانی کی مسند رشد و ہدایت آپ کے سپرد ہوئی، جامعہ رحمانی کی نشأۃ ثانیہ اور کتب خانہ رحمانیہ کی توسیع و ترقی آپ ہی کی رہین منت ہے۔ وہ بڑے کامیاب مربی اور منتظم تھے، قضاۃ و مفتیان کرام کی ایک ٹیم ان کی زیر نگرانی پروان چڑھی، وہ برصغیر کے دو عظیم سرچشمۂ علم و معرفت دار العلوم ندوۃ العلماء اور دار العلوم دیوبند کے تعلیم یافتہ اور ان دونوں مرکز علم و عرفان کے رکن رکین تھے۔

☆ مولانا منت اللہ رحمانی کے دو صاحبزادے ہیں: (۱) محمد وصی رحمانی: آپ نے عصری تعلیم حاصل کی تھی، ۲۰۰۸ء میں انہوں نے وفات پائی۔

(۲) دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ (پیدائش ۵/جون ۱۹۴۳ء، وفات ۳/اپریل ۲۰۲۱ء) ہیں، وہ بلاشبہ خانوادۂ رحمانی کے گنج گراں مایہ، فکر رحمانی کے امین و علمبردار اور فیوض رحمانی کے گل سرسبد تھے، بلامبالغہ خانقاہ رحمانی آپ کی ذات باصفات سے شاد و آباد تھی، ''در کفے جام شریعت، در کفے سندان عشق'' ان کا امتیاز تھا۔ فہم و فراست اور سیاسی بصیرت میں اپنے والد کے نقش جمیل تھے، مرحوم بڑے زندہ دل بیدار مغز اور حوصلہ مند انسان تھے، ان کی وفات سے بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے، جس کا پر ہونا بہت مشکل ہے۔

سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر حضرت مولانا ڈاکٹر سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی

مرشد گرامی قدر عارف باللہ حضرت امیر شریعت، مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی صاحب رحمانی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد خانقاہ رحمانی کی سجادہ نشینی اور اس سے وابستہ لاکھوں لاکھ مریدین، متوسلین اور محبین کی دینی و شرعی تعلیم و تربیت کے لئے ایسی شخصیت کا انتخاب ضروری تھا، جن میں خانقاہ کی روایات اور اس کے فیوض و برکات کو جاری و ساری رکھنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہو، الحمد للہ وقت کے اکابرین کی نگاہ اس مرد دانا کی طرف اٹھی، جس نے مشرق و مغرب کی وادیوں کا نظارہ قریب سے کیا ہے، جنہوں نے دنیاء اسلام کی سب سے بڑی درسگاہ سے کسب فیض کیا ہے اور جنہوں نے نسبتوں اور خاندانی شرافتوں کو پایا ہے، جن کا شجرہ حضور عالی وقار سے جا ملتا ہے، جو بزرگوں کی امانتوں کے آمین ہیں، جن کا خاندانی سلسلہ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی سے لے کر آج تک ولایت سے خالی نہیں رہا، اسی عالی نسب خاندان کے فرزند ارجمند محترم مولانا ڈاکٹر سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کو ۹/اپریل ۲۰۲۱ء روز جمعہ کو مسند نشیں بنایا گیا ہے۔ یہ امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحب زادے ہیں، جن کی ابتدائی تعلیم و تربیت مونگیر خانقاہ رحمانی میں ہوئی، خاص طور پر حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نگرانی اور تربیت میں ہوئی، اس لئے علم و حلم، فکر و فن، حوصلہ و جرئت ورثے میں ملی ہوئی ہے، اعلی عصری علوم کی تکمیل انہوں نے امریکا میں رہ کر کی ہے، انہوں نے عربی زبان و ادب تعلیم جامعہ ازہر مصر سے مکمل کی ہے، تعلیم کے بعد وہ کیلی فورنیا یونیورسٹی میں تدریس کی خدمت انجام دے چکے ہیں، فی الوقت حضرت وہیں Accenture نامی کمپنی میں مینیجر کے اعلی عہدے پر فائز ہیں۔

گزشتہ چند سالوں سے وہ مسلسل جامعہ کے طلباء و اساتذہ کو عربی زبان و ادب کی ٹریننگ دے رہے ہیں تا کہ درجہ حفظ کے طلبا و اساتذہ ترجمہ قرآن پر قدرت حاصل کر سکیں، اس طرح نئے فضلاء مدارس ان سے آن لائن عربی زبان و ادب میں بہتر استعداد کے لئے کلاس کرتے رہے ہیں، حضرت والا مدظلہ جرأت، عزیمت اور خدمت کے جذبے سے سرشار ہیں۔

اللہ تعالی حضرت والا کے فیوض سے وابستگان خانقاہ رحمانی اور پورے عالم کے مسلمانوں کی دستگیری فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

مولانا عین الحق امینی قاسمی

WEEK ENDING-12/04/2021, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail : naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988

Scanned with CamScanner